18/15

ہفت روزہ
لاہور
ترجمان اسلام

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمودؒ

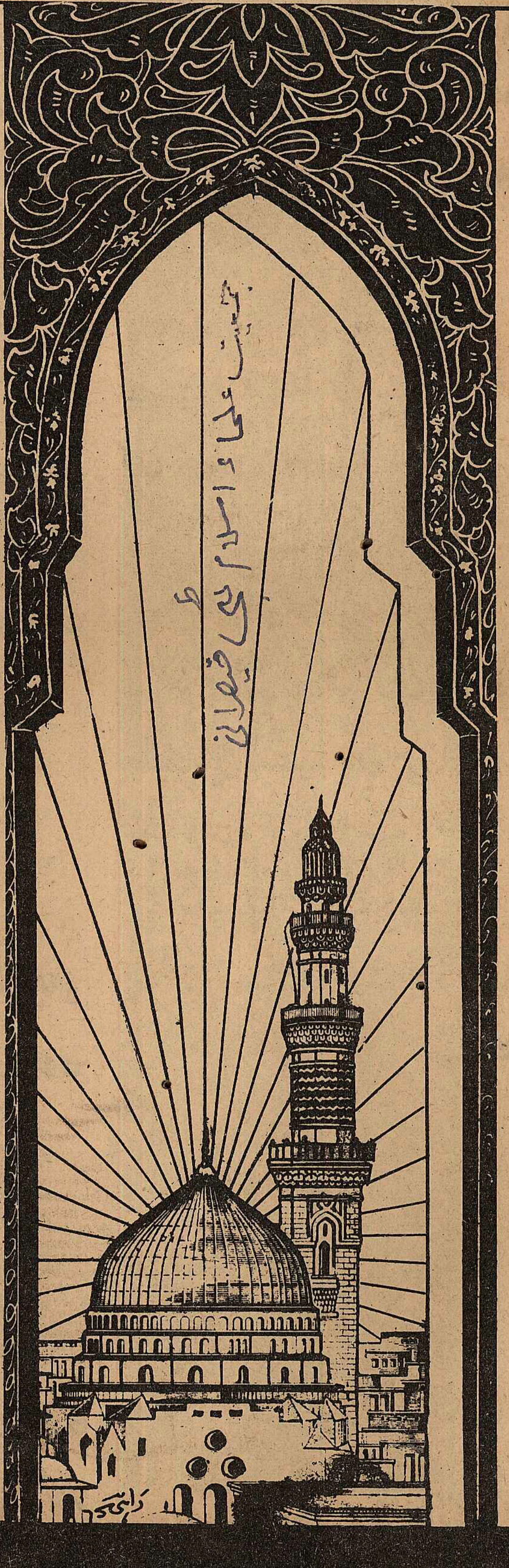

جمعیت علماء اسلام ٹبی قیصرانی

اسمہٗ تعالیٰ

عزیزانِ گرامی قدر!

ہمارا ملک اس وقت جن مشکلات سے دوچار ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں۔ ملک کی اقتصادی حالت بد سے بدتر ہو چکی ہے۔ دین اور اہل دین کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ ہر طرف بدامنی، افراتفری اور مفلوک الحالی کا دَور دَورہ ہے۔

ان حالات میں عام اسلامیان پاکستان پر عموماً اور جمعیۃ علماء اسلام کے اراکین و وابستگان پر خصوصاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ متحدہ اور مشترکہ کوششوں سے اسلام کی سربلندی اور ملک کی بقا کے لیے کوشش کریں۔"

خدا آپکا حامی و ناصر ہو۔

حضرۃ درخواستی
مدظلہ
امیر مرکزیہ
جمعیۃ
علماء
اسلام

روٹی — کپڑا — اور — مکان ؟

اکرامُ القادری

کیسا فکر و غور ہے یہ؟
بدلا ہوا کیوں طَور ہے یہ
سب ننگے، سب بھوکے لوگ
کیسا عوامی دَور ہے یہ؟
ڈھونڈ رہا ہے ہر انسان
روٹی، کپڑا اور مکان

زندہ رہنے سے جاں دار
ہوتے جاتے ہیں بیزار
"پائندہ و زندہ باد
لاٹھی گولی کی سرکار
مانگتے ہیں مزدور کسان
روٹی، کپڑا اور مکان

کیوں پژمُردہ چہرے ہیں
کیوں اشکوں کے سہرے ہیں
چند وڈیرے حاکم ہیں
بے غیرت، بے مہرے ہیں
کہتا ہے ہر پیر، جوان
روٹی، کپڑا اور مکان

بادہ گساری عام ہے کیوں
عزت کا نیلام ہے کیوں
ملک کے نیتا کچھ تو کہیں!
گلی گلی کہرام ہے کیوں
ہوتے رہتے ہیں اعلان
روٹی، کپڑا اور مکان

بار الٰہ کیوں آتنی دیر
چھایا ہے ہر سمت اندھیر
سڑکوں پر بارود کی بُو
گلیوں میں لاشوں کے ڈھیر
دیس ہمارا پاکستان
روٹی، کپڑا اور مکان

کوئی یہاں قانون نہیں!
خون کا بدلہ خون نہیں
تمغے ہیں غداری کے
کون یہاں مطعون نہیں؟
سب ہیں اس پر ایک زبان
روٹی، کپڑا اور مکان۔

ہر سو غنڈے شاداں ہیں
حاکمِ دین سے نالاں ہیں
آمر، ظالم، جابر شاد
سچے لوگ پریشاں ہیں!
کہتے رہتے ہیں دہقان
روٹی، کپڑا اور مکان

کیسی بے آئینی ہے
مہنگا آٹا چینی ہے
بستی بستی ویرانی!
محلوں میں رنگینی ہے!
شور مچاتے ہیں نادان
روٹی، کپڑا اور مکان

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۱۵
جمعۃ المبارک ۱۸/ اپریل، ۵ ربیع الثانی

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

اداریہ

اکرام القادری

عوام کی مظلومیت

ماہِ رواں کے آغاز میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سرگودھا اور لاہور ڈویژن کا برق رفتار اور طوفان خیز دورہ کیا۔ دورے کا مقصد تھا رابطۂ عوام کی مہم سر کرنا۔ اس دوران بھٹو صاحب جس شہر میں بھی گئے، عوام کو صبر و ضبط کی تلقین کے ساتھ ساتھ ملک کے اقتصادی حالات بہتر ہونے اور اشیائے صرف کی قیمتوں میں کمی کی خوش خبری سناتے رہے۔

محترم بھٹو صاحب کے اس طوفانی دورے کا اختتامیہ جلسہ مینار پاکستان کے سبزہ زار پلاٹوں پر لاہور میں ہوا۔ لاہور کی طویل تقریر میں بھٹو صاحب نے زیادہ گھن گرج سے اپوزیشن رہنماؤں کے لتّے لیے جی بھر کر کیچڑ اچھالا۔ حسب روایت غداری کے تمغے تقسیم کیے۔ اپنے سوا تمام سیاسی لیڈروں پر نااہلی اور عدم سیاسی شعور کی پھبتی کسی۔ جوشِ خطابت میں اس قدر آگے نکل گئے کہ اُول فُول اور ابتذال پر اتر آئے۔ قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود (نام لیے بغیر) اور ایئر مارشل اصغر خان خصوصاً بھٹو صاحب کے تیرِ نیم کش کا نشانہ بنے، لیکن یہ مژدہ بھٹو صاحب نے لاہور میں بھی سنایا کہ عنقریب معاشی مشکلات پر قابو پالیا جائے گا، گرانی کا دور دورہ ختم ہو جائے گا۔ اشیائے ضرورت، بسہولت ملنے لگیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر ہوا یہ کہ ان تمام شہنشاہی دعوؤں اور یقین دہانیوں کے برعکس عوام پر یہ اعلان برق سوزاں بن کر گرا کہ آٹا، چینی اور گھی کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا۔ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔

"عوامی" حکومت کے اس اعلان سے محنت کش طبقہ کا سر چکرا کر رہ گیا۔ ریلوے مزدور بلبلاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ دیگر محکموں میں کام کرنے والے بھوکے ننگے اور بے گھر عوام مظاہرے اور مطالبے کر رہے ہیں۔ مگر ملک کی نیّا کے کھیون ہار ریڈیو، ٹی۔ وی اور لغو بیان بازی سے ان مفلوک الحال عوام کا پیٹ بھرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان فاقہ کش عوام کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں اشیاء صرف مناسب داموں پر فراہم کی جائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اقبال جرم کرتے ہیں کہ ہم نے پیپلز پارٹی کو کامیاب بنانے کی غلطی کی تھی، مگر ہمیں اس جُرم کی اتنی شدید سزا نہ دی جائے کہ ہماری ہڈیاں چٹخنے لگیں۔ یہ ستم رسیدہ جانفزا قسم کے ماکولات و مشروبات کے متمنی نہیں، نا ہی انہیں مرغ مسلّم اور شراب ناب کی ضرورت ہے۔ یہ "مجرم عوام" جسم و جاں کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لیے آٹا، بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور سر چھپانے کے لیے جھونپڑی چاہتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ تسبیحِ عوام پڑھنے والے "عوامی حکمران" ان سب چیزوں کے جواب میں عوام کو جو کچھ دے رہے ہیں، وہ ہیں پولیس کے ڈنڈے اور لاٹھیاں سیکورٹی فورس کی بندوقوں کے بٹ اور آنسو گیس —— کاش محترم بھٹو صاحب اور ان کے وزیر و مشیر اپنے بے مقصد دَوروں پر بے تحاشہ دولت لٹانے کی بجائے عوام کی بہبود کے لیے کچھ کرتے۔ بلاضرورت آرائشوں آسائشوں اور عیاشی سے مجتنب رہ کر عوام کے درد کا درماں کیا جاتا۔ عوام پر ظلم و تشدد کرنے کیلیے سیکورٹی فورس پر کروڑوں روپیہ برباد کرنے کی بجائے عوام کو دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے فوجی تربیت دیتے۔ اس سے نہ صرف ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا، بلکہ محنت کش عوام کو بھی یہ بُرے دن نہ دیکھنے پڑتے۔ کاش ایسا ہوتا۔! مگر۔ اے بسا آزرو کہ خاک شدہ۔

مظفر علی: جنرل سیکرٹری جمعیۃ خدام الاسلام
حیدر آباد سندھ

علماء ہی اسلامی نظام نافذ کر سکتے ہیں

خداوند کریم نے دنیا میں انسان کو اپنا نائب بنا کر بھیجا تاکہ وہ اس روئے زمین پر عدل قائم کر سکے اور ساتھ ہی عقل سلیم عطا فرما کر اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا۔ اور نبی کریمؐ نے ہمیں ایسا دین عطا کیا جو سب سے اعلیٰ ہے اور اس دین پر مکمل عمل کرنے والوں اور مکمل عبور حاصل کرنے والوں کو وارث بنایا اور فرمایا العلماء ورثۃ الانبیاء اور ان ہی علماء کرام کی بدولت ہم اس دین سے بہرہ ور ہوئے۔

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین یعنی اسلام نوع انسانی کے پستی سے بلندی کی طرف ارتقاء کا سب سے آسان اور قدرتی راستہ ہے۔ دین فطرت میں وہ لوگ ننگ انسانیت ہیں جن کے معمولات میں وحشت و بربریت، ظلم و استبداد، عدوان و سرکشی، فسق و فجور، عریانی و بے حیائی اور تشدد و آمریت شامل ہے، ایسے لوگ یہ نہیں جانتے کہ تقاضائے عبدیت اور مقام بندگی کیا ہے۔

اسلام سراسر دعوت فکر و عمل ہے اس کی یہ دعوت عام ہے کہ اسلامی برادری میں عدل و مساوات، محبت و شفقت، عجز و انکساری، صداقت و حقانیت، حیاء و شرافت، اخوت و جمہوریت، شرف انسانیت ہیں۔

وہ شخص سرور کائنات کا امتی ہو ہی نہیں سکتا جس کے کردار میں ظلم کی تاریکی پھیلانا ہو خدا کی مخلوق پر عرصہ حیات تنگ کرنا ہو۔

طلب زر، استحصال، بدگوئی، غیبت اور قرآن و سنت کے حکم سے سرتابی یہ سب کافرانہ مشغلے اور ظالمانہ کردار ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر حضرت مدنیؒ تک تمام علماء کرام نے اپنی زندگیاں خدا کے نام کو عالم میں سربلند کرنے میں وقف کر دی تھیں۔ اور آج کے اس پر فتن دور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مفکر اسلام، بطل حریت حضرت مولانا مفتی محمود اور ان کے ہمنوا علماء کرام اس ملک میں نظام مصطفوی کو نافذ کرنے کے لیے ہر وہ ایثار کر رہے ہیں جو امکان بشریت میں ہیں۔ اور ان کفن بدوش علماء کرام نے آئین شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں۔

لہٰذا میرے محترم ساتھیو! اگر ہمیں اسلام سے محبت ہے اور علماء کرام سے والہانہ عقیدت ہے اور جمعیۃ علماء اسلام پر مکمل اعتماد ہے اور دین کی خدمت کرنے کا عزم کیا ہوا ہے تو ہمیں اپنے ذاتی مفادات کے صنم کو چکنا چور کرنا ہوگا، اپنے عیش و آرام کو قربان کرنا ہوگا اور ان حق پرست علماء کرام کے حکم پر لبیک کہنا ہوگا اور آج یہ عہد کرنا ہوگا کہ اس جدوجہد میں ہم ہر حال میں علماء حقانی کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے۔

ہمارے لیے خلفاء راشدین کا طریقہ حیات مشعل راہ ہے جو ہمارے علماء کرام ہم کو بتاتے چلے آ رہے ہیں۔

افضل البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبرؓ مراد رسول حضرت عمر فاروق، جامع القرآن، ذوالنورین حضرت عثمان غنیؓ اور فاتح خیبر ابن عم رسول حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس طرح حکومت کو ذریعہ خدمت قرار دیا اس کی تقلید ہمارے لیے فلاح دارین کا ذریعہ ہے۔

صداقت، جمہوریت، اور اسلامی حقوق کے تحفظ کی شمع کو روشن رکھنا ہماری ذمہ داری ہے علماء حقانی کی اطاعت کرنا ہم پر لازم ہے۔

موجودہ حالات کا جائزہ لیں تو ہماری غالب اکثریت مادہ پرست بن گئی ہے۔ دولت اور کرسی نے ہمیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ ہم حرام و حلال اور جائز و ناجائز کا تصور ہی نہیں کر پاتے۔ اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس پاک ملک میں شرافت کا زوال پروان چڑھ رہا ہے۔ دشنام طرازی کرنا، گالیاں بکنا، مسلمان کا مسلمان کی سیرت پر خنجر زنی کرنا، بہتان لگانا، ملک کے مفاد کے خلاف کام کرنا، تعصب پرستی کو ہوا دینا عام بات ہو گئی ہے۔

لہٰذا ہم سب پر لازم ہے اس پاک سرزمین پر نظام مصطفوی کو رائج کرنے کے لیے حضرت درخواستی اور حضرت مفتی محمود صاحب کے پیغام کو گھر گھر پہنچائیں۔ یاد رکھیں وہ مسلمان مومن کی فراست سے محروم ہے جو خود غرضی، لالچ، ذاتی مفاد

عین۔ ح نے لکھا
راولپنڈی

فیصلؒ اور ناصرؒ

ایک ہی منزل کے دو راہی

ماضی قریب میں سیاست کے افق پر مشرقِ وسطیٰ کے دو عظیم حکمران، جنہوں نے اپنی فہم و فراست، تدبر و ادراک اور جرأت و دلیری کی بدولت، غلامی کی خاردار زنجیروں میں جکڑے ہوئے عربوں کو "آزادی" کے لفظ سے روشناس کرایا اور مختلف طبقات میں بٹے ہوئے عربوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے ـــــ آج دنیا انہیں مصر کے جمال عبدالناصر اور سعودی عرب کے فیصل بن عبدالعزیز کے نام سے جانتی ہے۔

جمال عبدالناصر نے ۱۹۵۲ء میں جب دنیا کے عیاش ترین شہنشاہ، فاروق کی آمرانہ، جابرانہ اور برطانوی سامراج کی کٹھ پتلی حکومت کا تختہ الٹ کر آزادی اور اتحاد کا نعرہ بلند کیا۔ تو دنیا کے بڑے بڑے "دماغ" یہ پیش گوئی کئے بغیر نہ رہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں استحصالی چکی میں پسنے والے مظلوم عوام، آزادی کی فضا میں سانس لینے کے لیے ترسنے والے، جس نجات دہندہ کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔ وہ جمال عبدالناصر کے روپ میں برسرِ اقتدار آچکا ہے۔

مصر کے "تخت" پر "جلوہ افروز" ہوتے ہی ناصر، سامراج کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگا۔ اس نے برطانوی افواج کو ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ نہر سویز کو قومی ملکیت میں لے لیا۔ برطانیہ، فرانس، اسرائیل اور درپردہ امریکی سامراج نے مل کر ہزاروں طیاروں سے مصر پر ہلہ بول دیا ناصر، عرب اتحاد کا علمبردار، عرب کی اعلیٰ "انفرادی" روایات کا سچا امین۔ یورپ کی متحدہ طاقت کے سامنے مصر ہی کے صلاح الدین ایوبی کی طرح ڈٹ گیا۔ جس وقت صلیب الصلوب حاصل کرنے کے لیے یورپ کی متحدہ طاقت اٹلی کے دیوانے راہبوں، برطانیہ کے رچرڈ اور فرانس کے کاؤنٹوں اور نائٹوں کی قیادت میں شام کے ساحل پر چھ لاکھ کی تعداد میں اتری اور سلطان کو دھمکی دی کہ "ہم بہت سے بادشاہ ہیں اور تم اکیلے ہو یروشلم ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تمہیں کچل کر رکھ دیں گے"۔ تو اس وقت اسلام اور ایشیا کے عظیم فرزند نے اپنی برہنہ شمشیر کو لہراتے ہوئے جواب دیا تھا۔ کہ "بخدا، میرے ایشیاء کی سرزمین تمہاری قبروں کے لیے بہت وسیع ہے"۔ پھر اس چھٹی صدی ہجری کے مردِ مجاہد نے اپنے ساتھی عربوں کی خون آشام تلواروں سے ایشیاء کے وسیع میدانوں میں پانچ لاکھ سے زائد عیسائیوں کو موت کی "تاریک وادیوں میں دھکیل دیا اور جزائر انگلستان سے لیکر ڈنمارک تک ہزاروں عورتوں کو بیوہ اور لاکھوں بچوں کو یتیم کر دیا۔ عرصہ دراز تک انگریز مائیں اپنے بچوں کو صلاح الدین کے نام سے ڈراتی رہیں۔

بعینہ، ۱۹۵۶ء میں نہر سویز پر حملہ کر کے جب یوروپ کی متحدہ قوت نے ایک بار پھر اسلام کے عظیم بطلِ جلیل جمال ناصر کو للکارا اور پیغام بھیجا کہ "نہر سویز ہمارے حوالے کر دو"۔ تو ناصر نے اعلان کیا کہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم! ہم اپنی بقا اور آزادی کی خاطر جنگ لڑیں گے۔ اور انشاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے"۔ دنیا نے دیکھا کہ ان بزدل یورپ کی "متحدہ قوت" اپنی سامراجیانہ "شان و شوکت" کو ناصر کے پاؤں تلے مسلتا ہوا دیکھ کر دم دبا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ ناصر نے سامراج کو شکست دے دی۔ مگر گیارہ سال بعد امریکہ اور یوروپ نے اپنی ناجائز اولاد اسرائیل کی معرفت ناصر سے اپنا حساب چکا دیا اور ناصر کو ۱۹۶۷ء میں ہرانے میں کامیاب ہو گئے۔

مزید برآں ناصر، مصر، شام، لیبیا، سوڈان، الجزائر، عراق، تیونس، اردن اور تنظیم آزادی فلسطین کے کروڑوں عوام کو ایک جھنڈے تلے متحد کر گیا۔

ناصر نے سیاسی محاذ پر ہی یہود و نصاریٰ سے ٹکر نہ لی بلکہ مذہبی محاذ پر بھی اسلام کی عظمت کو دوبالا کیا۔ یہودیوں کی طرف سے قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخوں کو افریقہ بھیجنے پر ناصر غیرت اسلامی سے تلملا اٹھا اور سرکاری طور پر ان تمام نسخوں کو خرید کر دریا برد کرنے کے بعد شیخ القراء السید قاری محمد خلیل احمد، قاری عبدالصمد محمد عبدالباسط، السیّد شیخ قاری النجمی اور عرب جمہوریہ مصر کے اسی سالہ درویش بابا قاری عبدالرحمن کی "ساحرانہ" آوازوں میں پورے کلام پاک کے ریکارڈ افریقہ میں بالخصوص اور باقی دنیا میں بالعموم بھجوائے۔ اور یہودی سازش کو ناکام بنا دیا۔ اس کے علاوہ الازہر یونیورسٹی کی سرکاری سرپرستی میں لاکھوں حفاظِ کرام کے وظائف کا اجراء اور دیگر اسلامی اور عوامی اصلاحات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

ناصر کے انتقال کے بعد فیصل بن عبدالعزیز

کی شخصیت نمایاں طور پر ابھری۔ انہوں نے اسرائیل سے برسرپیکار عرب ممالک یعنی مصر، شام، اردن، اور فلسطینی تنظیم آزادی (P.L.O) کی زبردست مالی امداد کر کے انہیں امریکہ، یورپ یا دیگر اشتراکی ممالک کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز کر دیا ۱۹۷۳ء کی جنگِ رمضان کے بعد تیل کے خطرناک ترین ہتھیار کو استعمال کر کے انہوں نے مرحوم جمال ناصر کی دیرینہ خواہش کو پورا کیا۔ یا بالفاظ دیگر جمال ناصر کے "عرب قوت" کے اظہار کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر دیا۔

فیصل بن عبدالعزیز کی سخاوت اور سابقہ جنگ میں ان کے جرأت مندانہ کردار یعنی سعودی افواج کا مصر اور شام کے شانہ بشانہ لڑنے کے لیے بھیجنا اور اپنے تمام وسائل کو "عرب اتحاد" اور "عرب سلامتی" کے لیے وقف کر دینے کا اعلان ہی آزادی کی متوالی تمام اقوام کی طرف سے خراجِ تحسین پیش کرنے کا سبب بنا۔ یہود و نصاریٰ یہاں بھی خاموش نہ رہے۔ انہوں نے فیصل کی بڑھتی ہوئی مقبولیت، امریکی ڈالر میں لین دین کا بند کرنا، تیل کے کنوؤں کو جلانے کی دھمکی دینا پسند نہ آیا۔ انہوں نے فیصل کو اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ بالآخر فیصل بن مساعد بن عبدالعزیز کے ہاتھوں فیصل بن عبدالعزیز کو شہید کروا ڈالا۔

علاوہ ازیں فیصل بن عبدالعزیز کی طرف سے اسلامی اور عوامی اصلاحات کا اعتراف وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی، ریڈیو آسٹریلیا، بی بی سی اور آل انڈیا ریڈیو کی زبانی سننے کے بعد، اب انہیں قلم کی زبان پر لانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

فیصل اور ناصر دونوں ایک ہی منزل کے راہی تھے۔ دونوں کا مطمع نظر، عرب کاز کی سربلندی اور یہود و نصاریٰ کے غرور و تکبر کو خاک میں ملانا تھا ناصر اور فیصل دونوں عظیم تھے دونوں اپنے وقت کے عظیم فرمانروا، عظیم مدبر، عالم اسلام کے محافظ اور مسلمانوں کے بہت بڑے سہارا تھے دونوں کی عظمت کا اندازہ ان کے جنازوں میں لاکھوں افراد کی شرکت سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ دونوں اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ دونوں قرآن پاک کے حافظ اور قاری تھے۔ دونوں اسلام اور قرآن کے سچے نام پر مر مٹے۔

اب فیصل بن عبدالعزیز کے جانشین خالد بن عبدالعزیز کے خلاف بھی اسلام اور قرآن کے دشمن یہود و نصاریٰ نے اپنے رسوائے زمانہ ذرائع و ابلاغ جھوٹا پروپیگنڈہ نشر و شائع کرنا شروع کر دیا ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ نئے شاہ سیاست کے ابجد سے بھی واقف نہیں۔ وہ ہمیشہ خاموش رہتے ہیں اور ریگستانوں میں شکار کھیلنے کے علاوہ ان کا کوئی شغل نہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ شہزادہ خالد کو برائے نام بادشاہ بنایا گیا ہے۔ اصل اقتدار شہزادہ فہد، نئے ولیعہد کے ہاتھ میں ہوگا۔ گویا ان کی سادگی کی فرضی داستانیں سنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو ان سے بدظن کرنے اور دونوں بھائیوں کو آپس میں لڑانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس لیے سامراج کی اطلاع کے لیے، جس طرح ان کا پروپیگنڈا ناصر اور فیصل کو ان کی راہ سے نہ ہٹا سکا۔ اسی طرح خالد بن عبدالعزیز کے متعلق بھی انھیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں فیصل مرحوم کے مشن اور خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ علماء ہی اسلامی نظام نافذ کرسکتے ہیں

اور نفسا نفسی پسند ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں جو کام حکمت سے خالی ہے وہ آفت ہے۔ جو خاموشی حکمت سے خالی ہے وہ غفلت ہے۔ جو نظر حکمت سے خالی ہے وہ ذلت ہے۔

آج تک دینِ اسلام کی تعلیم و تدریس، اشاعت تبلیغ اور ملک میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کا کام ان ہی حق پرست علماء کرام نے کیا جو دنیاوی نعمتوں سے منہ موڑ کر بوسیدہ لباس میں کھلے آسمان تلے کتاب و سنت کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے اور برصغیر میں اسلام کی روشنی ان ہی علماء کرام کی کوششوں سے پھیلی اور خدا کے فضل سے آج بھی حضرت نانوتویؒ کے پروانے، حضرت مدنیؒ کے شاگرد اسلامی اقدار کے تحفظ کی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔

ہمیں خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا ہے کہ اس نے ہمارے سروں پر حضرت درخواستی، حضرت مفتی محمود، حضرت عبیداللہ انور جیسے علماء کرام کا سایہ رکھا اور یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس نے ہم گناہ گاروں کو ان مقتدر علماء کرام کے ساتھ منسلک کر دیا۔ آپ نے دیکھا ہوگا اور سنا ہوگا کہ دو سال قبل جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے سرحد کے وزیر اعلیٰ کا حلف اٹھایا تو سب سے پہلے شراب پر پابندی عائد کی۔ صوبائی سطح پر سودی نظام ختم کیا۔ جوا اور عیاشی کو جرم قرار دیا۔ کالجوں میں اسلامی اصلاحات کیں غرض کہ بہت سے اسلامی احکام صادر کیے صرف ۹ ماہ کے دورِ حکومت میں ایک بگڑے ہوئے معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ علماء کرام کو اگر حکومت کرنے کا موقع ملا تو انشاء اللہ پورے ملک میں اسلامی نظام پھیل جائے گا۔ یہ سب کچھ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب قوت ہمارے پاس ہو اور قوت حاصل کرنے کے لیے ہم سب کا فرض ہے کہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کا پیغام گھر گھر پہنچائیں۔

لہٰذا اگر ہمیں خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے تو اسلام کی بقا کے لیے نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے ہم کو علمائے حقانی کے بتائے ہوئے اصولوں پر کاربند رہنا ہوگا۔

اگر ہم نے اب بھی روگردانی کی تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی اور شاید ہمارا حشر بہت برا ہوگا۔

ولادت باسعادت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ کی ایک اہم تقریر!

ترتیب
قمر ہاشمی

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

ترجمہ: آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے تمہاری مشقت ان پر گراں گزرتی ہے تمہاری بھلائی پر حریص ہیں اور ایمان والوں پر نہایت شفیق اور مہربان۔ پھر اگر منہ پھیریں تو آپ کہہ دیں کہ مجھے اللہ کافی ہے سوائے اس کے کسی کی بندگی نہیں، میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے احسان جتلا کر فرمایا

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

ترجمہ: اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں سے ہی ان میں رسول بھیجا جو ان کو اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ لوگ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے۔

تیسرے مقام پر فرمایا کہ

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

ہم نے آپؐ کو جہان والوں پر رحمت بنا کر بھیجا

حدیث شریف میں ہے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی قریشا من العرب واصطفی بنی ھاشم من قریش واصطفانی من بنی ھاشم!

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے قریش کو عرب پر فضیلت دی، بنی ہاشم کو قریش پر فضیلت دی، اور مجھے بنی ہاشم پر فضیلت دی۔

دوسری حدیث شریف میں آتا ہے کہ

وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم ولافخر انا اول من تنشق عنہ الارض ولافخر (الحدیث)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کا سردار ہوں اور اس میں فخر نہیں۔ سب سے پہلے مجھ پر زمین پھٹے گی اور اس میں فخر نہیں۔ سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

آج جمعہ کا دن ہے آپ کے سامنے چند آیات اور احادیث رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تلاوت کی گئی ہیں۔ ماہ ربیع الاول میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، جتنی کتابیں بھی پہلے آئی ہیں سب میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے تمام نبیوںؑ نے دنیا میں آکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تاجدار مدینہ کی آمد کی خوش خبری دی اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے آتے ہی فرمایا کہ لا الہ الا اللہ آپؐ کے آنے سے دنیا کے تمام اندھیرے ختم ہو گئے اور اجالا ہی اجالا ہو گیا۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

انت الذی لما ولدت اشرقت الارض وضآ بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء وفی النور سبیل الرشاد نخرق

ترجمہ: آپؐ وہ ہیں کہ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپؐ کے نور سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے پس ہم اس روشنی اور نور میں ہدایت کے راستے طے کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں انبیاءؑ سابقین کا خصوصی میثاق وعہد بیان کیا گیا ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین

لما اتیتکم من کتاب وحکمة
ثم جاءکم رسول مصدق لما
معکم لتؤمنن به ولتنصرنه
قال ءاقررتم واخذتم علی
ذالکم اصری قالوا ءاقررنا
قال فاشهدوا وانا معکم من
الشاهدین ۝

ترجمہ: اور جب اللہ تعالےٰ نے انبیاؑ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب وحکمت دی، پھر آئیں گے تمہارے پاس رسول جو تمہاری باتوں کی تصدیق کریں گے تو تم سب اس رسول پر ایمان لاؤگے، اور اس کی مدد کروگے، کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا؟ بولے کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا کہ اب گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اس خصوصی میثاق سے خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی رفعت شان کا پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تاجدار مدینہ کی آمد کوئی معمولی بات نہیں ہے حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں

لولاہ ما کان شمس ولاقمر
ولانہار ولاسیل لمحتلم
لولاہ ما کان فرض ولاسنن
ولاصیام ولاحج الی الحرم
لولاہ ما کانت الدنیا باجمہ
ولانبات ولاشیئ من النعم

ترجمہ: اگر آپؐ کا وجود مسعود نہ ہوتا تو نہ آفتاب و ماہتاب ہوتے اور نہ دن ہوتا اور نیند کرنے والے کے لئے رات ہوتی۔ اگر آپؐ نہ ہوتے تو ہم تو نہ فرض اور سنتیں نصیب ہوتیں اور نہ ہی روزے اور حرم شریف کا حج میسر ہوتا، بلکہ اگر آپؐ کا وجود نہ ہوتا تو کل کائنات کا ظہور نہ ہوتا اور نہ ہی زمین کی ہری بھری انگوریاں اور عجیب وغریب جانور ہوتے۔

حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست
ہمہ نور ہا پرتو نور اوست

قسمت والے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہیں، بدقسمت محروم رہے کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری اور پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت مثل سورج کے ہے۔

سورج کے آنے سے تمام ستارے ختم ہوجاتے ہیں اور سورج کی روشنی غالب آجاتی ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت دوسری ملتوں کے لئے ناسخ ہے۔

اب اگر ایک شخص آنکھیں بند کرکے چلتا ہے اور سورج کی روشنی سے فائدہ حاصل نہیں کرتا تو سورج کا کیا قصور ہے؟

ولنعم ما قال سعدیؒ

اگر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

سورج کی روشنی تو عام ہے اس سے ہر ایک فائدہ اٹھا سکتا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فیض سے قسمت والوں نے فائدہ حاصل کیا کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے تمام کفر وشرک کے اندھیرے ختم ہوگئے۔ رات کے وقت جو بے چینی ہوتی ہے سورج کے آنے سے وہ سب دور ہوجاتی ہے اسی طرح خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے آنے سے ظلمت اور کفر کی بے چینی تھی۔ کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے اور خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے مابین ۵۰۰ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ قدرت جو کچھ چاہتی ہے وہی ہوتا ہے، ان لوگوں نے حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا چاہا مگر اللہ تعالےٰ نے ان کو بچانے کی تجویز کی اور اعلان فرمادیا کہ وماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لہم۔

ترجمہ: کہ نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا۔ آگے فرمایا۔

وماقتلوہ یقینا بل رفعہ
اللہ الیہ۔

کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالےٰ نے روح مع الجسد اٹھالیا اور ایسا اٹھایا کہ وہ اب بھی آسمانوں پر زندہ ہیں۔ جب باری تعالےٰ نے چاہا تو زمین پر اتار دیگا۔ اور ان کی تلوار سے اسلام پھیلے گا۔ اور فرمایا کہ

وان من اھل الکتاب
الا لیؤمنن بہ قبل موتہ

جتنے اہل کتاب ہیں سب کے سب ان پر ایمان لاویں گے ان کے انتقال سے پہلے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

واللہ لینزلن ابن مریم
حکما عادلا فلیکسرن
الصلب ولیقتلن الخنزیر الخ

خدا کی قسم البتہ ضرور نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم! عادل حاکم بن کر پس وہ ضرور توڑیں گے صلیب کو اور خنزیر کو قتل کریں گے یہ وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلاتے ہوئے بغیر والد کے پیدا فرمایا۔

حیثیت مذکورہ بالا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدۂ توحید بیان فرمادیا کہ وہ ابن مریم ہیں ابن اللہ یا خود خدا یا ثالث ثلثہ نہیں ہیں اور انہوں نے خود فرمایا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جس مریض پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ شفایاب ہوجاتا تھا۔ اس لئے بعض نے جب ایسی چیزیں دیکھیں تو کہنے لگے کہ ان کو بندہ کہنا ان کی توہین ہے اور ان کی شان میں گستاخی کا کلمہ ہے اس کو ابن اللہ کہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ

باقی صا۱۱ پر ملاحظہ فرمادیں

مولانا محمد اسحق
صدیقی، سندیلوی

اس راز کو معلوم کیجئے!

کچھ دیر کیلئے عالمِ تصور اور تخیل کی سیر کیجئے تو "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!" کا نعرہ آج بھی فضا میں گونجتا ہوا معلوم ہوگا۔ اس نعرہ کی دلولہ خیز اور طرب انگیز آواز نے ہم میں وہ جذبۂ قربانی پیدا کیا کہ ہم نے اپنے لاکھوں بھائیوں بہنوں ماؤں بیٹیوں، نونہالوں، اور بزرگوں کو قربان کر کے ان کے خون کی قیمت میں پاکستان حاصل کیا، لیکن ہمیں وہ پاکستان حاصل ہو گیا جسے ہم حاصل کرنا چاہتے تھے، کیا پاکستان صرف اس خطۂ ارضی کا نام ہے جس پر ہم رہتے ہیں؟

اگر ایسا ہی ہے تو ہمیں اس کے لئے اس قدر قربانی دینے کی کیا ضرورت تھی؟ مسلمانوں کی بڑی تعداد تو اس سرزمین پر پہلے بھی رہتی تھی، باہر سے کسی کے آنے یا اسے اپنا وطن بنانے پر کوئی پابندی نہ تھی گویا ان معنی کے لحاظ سے پاکستان بنا بنایا موجود تھا پھر ان قربانیوں اور معرکہ آرائیوں کی کیا ضرورت پیش آئی؟

اس شخص کے لئے جو دین سے وابستگی رکھتا ہو۔ جواب صاف ہے کہ پاکستان کسی خطۂ ارضی کا نام نہیں بلکہ اس فضا اور ماحول کا نام ہے جو دین کے نور سے منور اور اس کی روح پرور خوشبو سے معطر ہو۔ تحریکِ پاکستان کے شرکاء میں جذبات و محرکات کے اعتبار سے بہت اختلاف تھا، مگر جو گروہ دیندار تھا اس کا تصورِ پاکستان کے بارے میں یہی تھا اور اسی حسین و پاکیزہ تخیل کے لئے انہوں نے جان و مال کی اتنی بڑی قربانی پیش کی کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی ہمارے صالحین کا تصور یہ تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت نافذ ہوگا، حدودِ شرعیہ جاری ہوں گی، فسق و فجور، بے دینی، الحاد و زندقہ کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا دین داری و تقویٰ کی فضا ہوگی اور یہ ایسی مثالی سرزمین ہوگی کہ جس سے جملہ ممالک اسلامیہ متاثر ہو کر اپنی اصلاح کریں گے گویا ساری دنیائے اسلام میں صحیح اسلامی زندگی کی روشنی پاکستان کے مینارۂ نور سے پھیلے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اسے حاصل ہوگی قدرتی وسائل اور انسانی قوت دونوں دولتوں سے یہ خطۂ ارضی مالا مال ہے، اعلیٰ دماغ اور معیاری ذہانت کی بھی فراوانی ہے بہت قلیل مدت میں اس کی حربی اور معاشی طاقت اتنی بڑھ جائے گی اس کا شمار درجہ اول کی طاقتوں میں ہوگا اور اسے چین کی طرح امریکہ و روس کی صف میں جگہ ملے گی اس درجہ پر پہنچنے کے بعد یہ اسلامی ممالک کا محافظ بن جائے گا اور کچھ دنوں میں اسلامی ممالک کو روس اور امریکہ کے جال سے نکال لے گا۔

ھم کیا دیکھ رھے ھیں

ہمیں پاکستان تو مل گیا مگر وہ پاکستان نہیں کہ جس کا ہم نے تصور کیا تھا جو ہمارا مقصد تھا، اور جس کے لئے ہم نے اتنی زبردست قربانی کی تھی۔ آج فسق و فجور، الحاد و زندقہ سے مسموم فضا میں سانس لینے پر ہم مجبور ہیں ربع صدی قبل جن برائیوں اور معصیتوں کا ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے آج ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ الحاد و زندقہ کی اشاعت کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی روزمرہ کی چیز بن گئی ہے اور بے حیائی و بدکاری، ظلم جور، رشوت ستانی، بد عنوانی، اور ہر قسم کے فسق و فجور، کا دور دورہ ہے گمراہ کرنے والے کو پوری آزادی ہے وہ جس طرح چاہے گمراہ کرے مگر ہدایت پھیلانے والوں پر ہزار طرح کی پابندیاں ہیں۔ غداری عیب کی بجائے ہنر اور وفاداری، سو عیبوں کا ایک عیب۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالےٰ کے غضب کو متوجہ کرنے والی ہر چیز موجود ہے۔ جتنی کم سنی میں پاکستان پر بڑھاپا طاری ہو گیا اس کی نظیر شاید ہی مل سکے وہ مملکت جسے مذہبی جوش اور دینی دلولے کا طوفان وجود میں لایا ہو اور جس کی تعمیر میں لاکھوں شہیدوں کا خون صرف ہوا ہو ربع صدی کی قلیل مدت میں اس بربادی کی حالت میں پہنچ جائے!

کس قدر حیرت انگیز اور عبرت خیز واقعہ ہے اگر اوراقِ تاریخ میں ہم اس قسم کا کوئی واقعہ پڑھتے تو اس کے علم یا اس کی دیانت پر شک کرنے لگتے ہیں مشاہدے کو کس طرح جھٹلا سکتے ہیں کوئی بتائے کہ ہم اس خونچکاں زخم سے کیوں کر آنکھیں بند کر لیں جو پاکستان کا آدھا دھڑ کٹ جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور باقی کو بھی کو نگلنے کے لئے اژدہے منہ کھولے ہوئے ہیں۔

نصرتِ الٰہی کا وعدہ

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ط

اور اللہ تعالیٰ ضرور امداد فرمائیں گے اس کی جو اللہ تعالےٰ اسکے دین کی امداد کرے، بے شک اللہ تعالےٰ قوت والے اور غالب ہیں۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم نے دین حق کو غالب کرنے اور رائج کرنے کے لیے پاکستان بنایا، پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری نصرت نہ فرمائی؟ ہم نے اپنا خون بہا کر یہ سرزمین حاصل کی مگر اس خون سے سینچ کر دین کے چمن کو پر بہار نہ بنا سکے ہم نے دین کے رابطہ سے مشرق اور مغرب کو جوڑنا چاہا مگر زنجیر ٹوٹ گئی۔ اور دونوں الگ الگ ہو گئے۔ بہت تلخ حقیقت ہے کہ دینی نقطہ نظر سے ہماری سیاست بالکل ناکام ثابت ہوئی۔ ہم اپنے مقصد کو نہ پا سکے۔ بلکہ پانے کے بجائے اس سے اور دور ہو گئے، اگر نصرت الٰہی ہماری پشت پناہ اور دستگیر ہوتی تو یہ ناکامی ناممکن تھی۔ پھر وہی سوال سامنے آتا ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت کیوں نہ ہوئی؟

غور و فکر کی ضرورت

مسافر کو اگر راہ کے نشانات نقشہ کے مطابق نہ دکھائی دیں تو یہ اس کی غلط روی کی علامت ہے ہر سمجھ دار مسافر اس صورت میں سمجھ جاتا ہے کہ یہ راستہ اس کی منزل مقصود کی طرف نہیں جاتا وہ ٹھہر کر نقشہ پر دوبارہ نظر کرتا ہے اور غور و فکر کر کے اپنی غلطی، اس کا سبب، اور اس کے بعد صحیح راہ اور تلافی مافات کی شکل معلوم کرنے کی سعی و کوشش کرتا ہے۔

اپنی غلطی پر اصرار و استقامت یا اس سے چشم پوشی، خلاف دانش، اور سخت مضر بلکہ بعض اوقات مہلک ہوتی ہے عقل و دین دونوں کا تقاضا ہے کہ ہم اس مرحلہ ناکامی پر مایوس نہ ہوں، اپنے ذہن کی پوری صلاحیت سے کام لے کر سوچیں کہ ہم کیوں ناکام ہوئے اور ہماری ناکامی کا راز کیا ہے اس راز کی دریافت صرف پاکستان کے ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کے لئے کلید کامیابی ثابت ہوگی اس وقت تقریباً پورا عالم اسلام اس کا حاجت مند ہے کیوں کہ باستثناء اقل وقلیل پوری اسلامی دنیا دینی انحطاط و زوال کی بیماری میں مبتلا ہے اس کے اکثر و اغلب حصے میں سیاست اور دین میں ہم آہنگی کا فقدان ہے حالانکہ سیاست دین کا ایک شعبہ اور اس کے تابع ہے مگر عام حالت میں یہ ہے کہ یہ تابع اپنے متبوع اور حاکم سے بغاوت کر رہا ہے اگر ہم یہ معلوم کر لیں کہ سیاست خادم دین کے بجائے ہادم دین کیوں بن گئی؟ دین کے تحفظ اور ارتقاء کی کوشش کیوں ناکام ہوتی؟ اور دین کے لئے مزید خطرات کیوں پیدا ہوتے؟

تو امید ہے کہ تلافی مافات بھی کر سکیں گے اور منزل مقصود کا صحیح راستہ بھی ہمارے سامنے روشن ہو جائے گا اور ہم دوسرے ممالک اسلامیہ کو بھی اسی راہ پر چلنے کی دعوت دے سکیں گے، اس تفصیل کے بعد اس تصریح کی حاجت نہیں کہ اس مسئلہ پر غور کرنا کس قدر ضروری ہے اور اس راز کی دریافت کس قدر اہم چیز ہے۔

اپنے ذہن کے اندر دیکھئے

اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے، اگر ہم دین حق کی نصرت کریں تو یقیناً اللہ تعالےٰ ہماری نصرت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بعد ناکامی لفظ بے معنیٰ ہے کامیابی یقینی اور قطعی ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

غور کیجئے اس ربع صدی سے زائد مدت میں ہم نے کیا دین اسلام کی نصرت کی ہے؟ ہماری سیاست دینی رہی یا غیر دینی (سیکولر)؟ بے شک اس کا دینی جذبہ محرک تھا۔ مگر صرف دینی جذبہ نصرت دین کا ہم معنیٰ نہیں جب تک ہمارا ہر قدم دین کی روشنی اور اس کی مصلحتوں کو سامنے رکھ کر اس کے اصول کے تحت نہ اٹھے اس وقت تک نہ نصرت دین کا حصول ہو سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال ہو سکتی ہے اور نہ ایسی سیاست کو دینی سیاست کہا جا سکتا ہے۔

مختصر الفاظ میں ہمارے عمل اور جدوجہد کی قیادت اور راہنمائی دینی ذہن کو کرنی چاہیے اور یہ ذہن کسی فرد کا نہیں بلکہ جماعت کا ہونا چاہیئے۔ صرف انفرادی ذہن سے یہ قومی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اپنے ذہن کا جائزہ لیجئے کہ کیا اجتماعی امور میں بھی وہ "دینی" ہے اور کیا ہم ہر قدم پر صرف دین کی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہیں؟

دین کا واضح تصور

دین اسلام دین حق، اور حق خالص ہے۔ جس میں باطل کا شائبہ بھی نہیں اس کا اصل ماخذ دو چیزیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید، اور نبی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سنت ان دونوں کے متعلم اولین، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تھے وہی ہمارے اور اللہ تعالےٰ کے آخری نبی و رسول کے درمیان رابطۂ کبریٰ ہیں، ان حضرات کو نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے لائے ہوئے دین کا عملی نمونہ اور اپنے علوم کا امین، اور مبلغ بنایا اور یہی اوصیاء رسول اور علوم نبویہ کے خزینہ دار تھے اسلام وہی ہے جو ہم تک ان کی وساطت سے پہنچا اور جس پر عمل کر کے انہوں نے اس کی عملی تعلیم بھی دے دی یہ ہے اسلام کی تشریح و تفسیر۔ لیکن دنیا میں ایسے گروہ بھی موجود ہیں جو اسلام کی تشریح دوسرے طریقوں سے کرتے ہیں۔ وہ اپنی نسبت اسلام ہی کی طرف کرتے ہیں مگر ان کی تفسیر ان کے ذہنوں میں ہماری تفسیر و تشریح سے بالکل جداگانہ ہے بدیہی طور پر یہ ناممکن ہے کہ اسلام کی یہ سب تشریحیں صحیح ہوں۔ ہم تو صرف اپنی تشریح کو ہی حق سمجھتے ہیں پھر جس طرح یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی انسان عالم میں موجود ہو کہ جو نہ گورا ہو، نہ کالا ہو اور نہ لمبا ہو نہ ٹھگنا ہو، نہ موٹا ہو نہ دبلا ہو۔ یعنی ہر تعین و تشخص سے بالاتر ہو۔

ایسے ہی کسی ایسے اسلام کا وجود بھی غیر ممکن ہے

جو ہر تفسیر و تشریح سے بالاتر ہو۔ عالم میں کسی مبہم غیر متعین اسلام کا وجود نہیں۔ کسی مبہم اسلام کی نصرت و خدمت بھی ایک لفظ بے معنے ہے آپ خود غور فرما کر فیصلہ کیجیے کہ اسلام کے کسی دھندلے تصور سے راہنمائی حاصل کرنے والا ذہن، دینی ذہن کہا جا سکتا ہے؟۔ یا اس کی مندرجہ بالا تفسیر و تشریح کے مطابق متعین اور واضح، اور مشخص اسلام کے تصور سے ہدایت حاصل کرنے والا ذہن؟

اجتماعی ذہن اور اجتماعی کردار

پھر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی قوم یا جماعت کا اجتماعی کردار اس کے اجتماعی ذہن سے پیدا ہوتا ہے اس کے سیاسی، معاشی، تمدن وغیرہ ہر قسم کے اجتماعی اقدامات کی نوعیت اور ان کا رخ اس کا اجتماعی ذہن متعین کرتا ہے اس کی جو نوعیت ہوتی ہے وہی اس کے اجتماعی کردار کی ہوتی ہے اور اس کا جو رخ ہوتا ہے وہی رخ اس کے اجتماعی اقدامات اختیار کرتے ہیں اگر ذہن دنیاوی ہے تو اس کی سیاست و معیشت وغیرہ میں بھی دنیا کا ہی رنگ نمایاں ہو گا اس کی سیاست دین سے سرکشی کر کے اس پر غالب ہو جائے گی سیاسی مصلحتوں کو دینی مصالح پر ترجیح دی جائے گی اور دینی نقصان کو سیاسی مفاد کے لئے گوارہ کیا جائے گا۔ صرف مذہبی جذبے، دینی جوش، مذہبی نعرے ان میں خواہ وہ کتنے ہی خلوص پر کیوں نہ مبنی ہوں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ اس رنگ کو بدل سکیں بخلاف اس کے کہ اگر اجتماعی ذہن "دینی" ہو تو سیاست وغیرہ جملہ اجتماعی امور میں "دین کا رنگ" نمایاں ہو گا سیاست دین کے تابع اور اس کی محافظ اور خادم ہو گی اور اجتماعاً اپنے سیاسی اور معاشی مصالح کو دینی مصالح پر قربان کرنے کے لئے وہ ہمیشہ تیار رہے گا۔ دنیاوی نقصان گوارہ کر لے گا مگر دینی نقصان کسی حالت میں بھی برداشت نہ کرے گا۔ سیاست کا رخ دین کی طرف کرنے اور اسے دینی سیاست بنانے کے لئے لازم ہے کہ اجتماعی ذہن کو دینی بنایا جائے۔

"اجتماعی دینی ذہن" کی راہنمائی اور سربراہی کے بغیر سیاست دینی نہیں بن سکتی صرف مذہبی جوش اس مقصد کے لئے کافی نہیں۔ نوعیت ذہن کا عملی زندگی پر یہ قوی اثر۔ انفرادی زندگی میں بھی نظر آتا ہے جو شخص ہر عملی قدم دین کی روشنی میں اٹھانے کا خوگر ہوتا ہے اس کی زندگی پاکیزہ اور اس کے اعمال و اخلاق شریعت کی نظر میں، پسندیدہ ہوتے ہیں تقوے اور اطاعت الٰہی اس کا شعار اور معاصی سے اجتناب اس کا مزاج ہوتا ہے مگر جس شخص کا ذہن دینی نہیں ہوتا بلکہ دنیاوی ہوتا ہے اس کا ہر قدم دنیاوی فائدے کی طرف اٹھتا ہے۔ اول الذکر کے برعکس اس کی نظر نفع آخرت کی بجائے نفع دنیا پر رہتی ہے اور اس کے لئے وہ طاعت او معصیت کے فرق کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے لیکن اجتماعی زندگی میں ذہنوں کے اس فرق کا اثر اور زیادہ قوی اور نمایاں ہوتا ہے اور اس کے نتائج بھی بہت دور رس ہوتے ہیں اس لئے مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے اور اس پر غور کرنا غذا اور پانی سے زیادہ ضروری ہے۔

آئیے! کچھ دیر کے لئے ہم اپنے مشاغل کو روک کر غور کریں کہ ہمارا اجتماعی ذہن دینی ہے یا دنیاوی؟ اگر دنیاوی ہے تو اسے دینی بنانا لازم ہے یہ کیوں کر ہونا چاہیے؟۔

بقیہ۔ خاتم النبیینؐ

فکلمتہ القاھا الیٰ مریم و روح منہ۔ یعنی عیسیٰ ابن اللہ نہیں ہیں بلکہ وہ خدا کا کلمہ ہے کہ جس کو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا اور اس کی روح ہے اور اس کی ڈال کی یعنی کلمہ کُن سبب حمل بنا اور اسمیں کوئی اشکال نہیں کہ جیسے قطرۂ پانی سبب حمل بن سکتا ہے اسی طرح کلمہ کن بھی سبب حمل بن سکتا ہے، جب حضرت عیسیٰ السلام کی پیدائش ہوئی تو لوگوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

فنادٰھا من تحتھا الا تحزنی الخ

پس آواز دی اس کے نیچے سے کہ غمگین مت ہو تیرے رب نے تیری تسکین کے لئے نیچے ٹیلے کے چشمہ جاری کر دیا ہے اور کہا گیا کہ اسے اپنی قوم [illegible] لے جا۔

فاتت بہ قومھا تحملہ۔ اس کو اپنے لوگوں کے پاس۔

تو اس سے ان کو موقعہ مل گیا اور کہا کہ یہ کہاں سے لے آئی؟ فاشارت الیہ۔ پھر ہاتھ سے اشارہ کیا اس لڑکے کی طرف۔

قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا۔ بولے کہ ہم کیوں کر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گود میں بیٹھے ہوئے جواب فرمایا۔

قال انی عبد اللہ اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا۔ وہ بولا کہ میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی اور مجھ کو اس نے نبی بنایا۔ اسی طرح سب نبیوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں لیکن سب انسان برابر نہیں ہیں۔ انسان، انسان میں فرق ہے۔ انبیاء کرامؑ انسان ہوتے ہیں بلکہ انسانیت کا درس دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بندوں سے انہیں منتخب فرمایا اگر فرشتوں اور جنوں کو بھیجا جاتا تو یہ کام سرانجام نہ دیتے یہ جامعیت صرف انسان میں پائی جاتی ہے اس لئے تمام انبیاء کرامؑ بشر ہی تھے۔ ان انبیاءؑ سے آخری نبی خاتم النبیینؐ ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے ایسا شان عطا فرمایا کہ تمام عرب و عجم جن و بشر کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔

مرتب: ضیاءُ الرحمٰن فاروقی

غیر منقوطہ عربی

سپاسنامہ

بخدمت اقدس امام انقلاب حضرۃ علامہ مولانا مفتی محمود احمد ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

یہ سپاسنامہ ۳۰ مارچ کو سمندری میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب کی آمد پر پیش کیا گیا۔

الهدى

لما هو علوم الاحكام، وكواح مسالك الاسلام، وممدوح مداحى الكرام، ومحمى العلماء والاحلام، حامل لواء الاسلام، وحد الدهر، محمود العصر، مماحد الحلم، مكارم الكلم، ماوى الهمم، واطم الوداط، هادى الصراط، الالمعى الودع محمود احمد راس عُلماء عالم الاسلام، حطه على المهوى الموّمل اموس، حرّسه الله وعصمه المسائو والهوائم۔

لو ورد على سائل لسمّوِ امام الائمة ولطواطئ امام الاحمدؒ ولا ما علم احمد الطوسى او لحكموا احمد السرهدى او لسماء ولى الله الدهلوىؒ ومحمود هاصار محصور الملك لادى لهٔ الممدوح المحمود۔

المكرم لهطلحك دوح على سددك وعلى سوُددِك وحائهوا كُلّ العلماء الى دودك ولعمرك ماواكهم الله لا هوار الرّوس وهلم هلكا واحوال العكوس واعصاك مار للملك وعمادك عمالك وما سمى الدهر عملك اعمال الاسلام وعمل اسهامه لا ساحل له وما كلهك الى اكاسر العصور ه وما عمل عهدك الى سرحد ولمحمّد المرسل۔

المكرم وما سلكوا اوراك راحوا داحاً كلها وما سمعوك صادوا اعماءً كلها وما ساءك ما دهوك وهلكوا عدواءك واطوارك ودُوَلك مالحوص عهود الحكام واعمالهم همّداً واما لهم اكلل وما لهم دوامساً ــــــ واهما لهم ملمّما وصار كلهم كالمؤدود الملحود ولا الك الروع والوهل والمعطم والمملّ الا اهلا علك اهلاع الاسلام واعدامك اعدام الاسلام وارملك ارمل الاسلام، وهدولك هدو الاسلام وسؤسلك سؤس الاسلام وسال الدموع لعمودِ المعه مهله وعاد الى الله مالكه ولعلّ ولدّ الا هو احداً ماصار هو معلك الواحد۔

احرسلك الله احراساً ولم اطرس لك السطور الهدى الا لاحمالك لواء
الاسلام وادع الله لى ولمحصلى العلوم لاعلاء الاسلام

ترجمہ : انوار الحق اعوان۔

سپاس ہو، علوم فقہیہ کے امام کا اور جو اسلام کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں اور بڑے بڑے مشائخ کے ممدوح ہیں۔ علماء اور دانش مندوں کی آماجگاہ ہیں، اسلام کے علمبردار ہیں، یکتائے زمانہ ہیں، زبان زد خلائق ہیں، حلم کی خوبیوں والے ہیں، بلند اخلاق والے ہیں (کارکنوں کی) ہمتوں کے ٹھکانہ دینے والے ہیں، مشکلات کو روندنے والے ہیں۔ راہِ مستقیم دکھلانے والے ہیں وہ روشن تقویٰ والے محمود حامد ہیں جو عالم اسلام کے علماء کی عظیم جماعت کے قائد ہیں ———

(آج) وہ ایسی سرزمین پر رونق افروز ہوئے ہیں جو گذشتہ عرصہ سے ان کی منتظر تھی؛ حفاظت کرے اللہ ان کی اور ان کو اکتاہٹوں سے، مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔

اگر کوئی سائل مجھ سے امام ابوحنیفہ کی بلندی اور امام احمد بن حنبلؒ کے استقلال اور امام غزالی کے متبحر علوم کے متعلق سوال کرے یا امام مجدد الف ثانیؒ کی حکمتوں کے متعلق یا شاہ ولی اللہؒ کی عظمت کے متعلق پوچھے، یا شیخ الہندؒ کے متعلق پوچھے جو ملک کی آزادی کے لیے (مالٹا) میں نظر بند کیے گئے تھے تو میں اپنے ممدوح (مفتی) محمود کا نام لے کر اس کے سوال کا جواب پورا کر دوں گا۔ (یعنی میرا ممدوح اپنے ان تمام اسلافؒ کے کمالات کا آئینہ دار ہے!!)

اے معزز شخصیت! تیری ملک گیر جماعت تیرے اعلیٰ کردار اور تیری عظیم قیادت پر فرحاں و نازاں ہے اور تمام علماء تیرے اردگرد حلقہ کیے ہوتے ہیں۔ تیری عمر کی قسم اللہ نے اس محط الرجال کے زمانہ میں جمعیۃ کے لیے تجھ کو آسرا بنایا ہے۔

آج یہاں ہلاکتیں ہیں اور زمانے کا الٹ پھیر ہے (ایسے وقت میں) تیری جماعت تیری مددگار ہے۔ تیرا ہر کارکن تیرا سپاہی ہے اور نہیں بھلا سکتا زمانہ تیری اسلامی خدمات اور اس کی جزئیات لا متناہی کو۔ اور یہ بات بھی زمانہ نہیں بھلا سکتا کہ تو نے عصرِ حاضر کے جابروں کے سامنے حق کی رسم تازہ کر دی ہے۔ اور تیرے دورِ وزارت کے کام بھی ناقابل فراموش ہیں۔ ختم نبوت کے لیے تیری قربانی بھی بھلائی نہیں جا سکتی! ———

اے معزز شخصیّت! جو لوگ تیری قیادت میں رہے وہ آج بھی فرحت میں ہیں اور جنہوں نے تجھے بھلا دیا وہ اندھے ہو گئے۔ اور جنہوں نے تجھے تکلیف دی وہ خود تکلیف میں آ گئے۔ تیرے دشمن، تیرے معاند، تیرے مخالف ہلاک ہو گئے جو حکام کے عہدوں کے لالچ میں (تجھ کو چھوڑ گئے تھے) ان کی سرگرمیاں ختم ہو گئیں، ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں، ان کے انجام خطرات سے بھرپور ہو گئے ان کا ہر عمل علماء کے لیے عیب ہے اور وہ تمام زندہ درگور کی مثال ہو گئے۔ تیرے لیے کوئی گھبراہٹ یا خوف نہیں اور نہ ہی کوئی خطرہ تنگئ دل کیا چیز ہے، مگر تیرے لیے خوف اسلام کا خوف ہو گا اور تیرا دکھ اسلام کا دکھ ہو گا۔ تیرا غم اسلام کا غم ہے۔ تیرا وقار اسلام کا وقار ہے۔ تیری سیاست اسلام کی سیاست ہے۔ اور اس عظیم ستون کے لیے (مولانا شمس الدینؒ) ہمارے آنسو بہہ چکے ہیں، جس نے اسلاف کے نام کو روشن کر دیا ہے۔ شائد کہ زمانہ اس کی مثال پیدا کر سکے جو تیرا ساتھی ہو جائے۔

حفاظت کرے اللہ تیری اچھی طرح حفاظت اور سپاسنامہ کی یہ سطور صرف اس لیے میں نے لکھی ہیں کہ آپ اسلام کے علمبردار ہیں۔ آپ میرے لیے اور جمعیۃ طلباء اسلام کے لیے دعا کریں تاکہ ہم بھی اسلام کی سربلندی کے لیے ہر وقت کوشاں رہیں۔

منجانب: جمعیۃ علماء اسلام سمندری ضلع لائل پور

عمدہ ماحول
عمدہ سروس
غرناطہ ریسٹوران ایرکنڈیشنڈ جہلم

مولانا صدیق حسن شاہ صاحب کی زبانی

عُمیر الہاشمی کے قلم سے

بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے؟

یہ انٹرویو نظام شریعت کانفرنس کے التوا کے موقعہ پر قلمبند کیا گیا۔ (ادارہ)

گذشتہ ماہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں نظام شریعت کانفرنس منعقد ہونا تھی، لیکن "عوامی" حکومت عین موقع پر آڑے آئی۔ اس طرح یہ عظیم کانفرنس احتجاجاً ملتوی کرنا پڑی۔

التوا کا اعلان چونکہ تاخیر سے کیا گیا تھا جس کی وجہ سے سرحد، بلوچستان اور اندرونِ سندھ سے سینکڑوں کی تعداد میں علماء اور عوام لاہور پہونچ گئے۔

بلوچستان (جو رقبہ کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن سیاسی اعتبار سے اتنا ہی مظلوم بھی) سے متعلق آج تک ہمارے قومی اخبارات نے نہ صرف حقائق و واقعات شائع کرنے سے گریز کیا، بلکہ آئے دن متضاد خبریں شائع کرتے رہتے ہیں۔ حکومت کچھ کہتی ہے اور قومی رہنما کچھ اور۔ اس بنا پر میں ہی نہیں بلکہ پاکستان کا ہر ذی شعور شہری یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر بلوچستان میں کیسے لوگ رہتے ہیں؟ وہ کیا چاہتے ہیں۔ حکومت ان سے کیا سلوک روا رکھے ہوئے ہے؟ کیا بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں؟ کیا وہاں ہمارے جیسے مسلمان نہیں بستے؟ اور وہاں کے لوگوں کو جمہوری حقوق کیوں میسر نہیں؟ ان کے منتخب نمائندے زینت زنداں کیوں ہیں؟

اسی قسم کے متعدد سوالات میرے ذہن و دماغ کی فضا میں گردش کر رہے تھے کہ بلوچستان کا وفد (جو نظام شریعت کانفرنس میں شرکت کے لیے آیا تھا) محترم اکرام القادری صاحب سے ملاقات کے لیے دفتر آپہونچا۔

قادری صاحب ان سے محو گفتگو تھے لیکن میں تھا کہ ان کے چہرے کی کھلی کتاب سے بلوچستان کے حالات و واقعات پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب میرے لیے بلوچستان کے حالات سے متعلق فیصلہ کرنا مشکل نہ تھا، کیونکہ شب دیجور کی مانند سرکاری مظالم کی سیاہی ان سرخ رو جوانوں کے چہروں کی رنگت بن گئی تھی۔ ان کے پچکے ہوتے گالوں سے بلوچستان کی "معاشی ترقی" کا اندازہ ہو رہا تھا، ان کی گفتگو سے بلوچستان کی سیاسی پراگندگی ظاہر ہو رہی تھی اور ان کا لباس بلوچستان کی "ترقی یافتہ" معاشرت کا آئینہ دار ہے۔

بلوچستان کے باسی اپنے علاقوں کی داستان اس طرح بیان کر رہے تھے جس طرح ایک قیدی رہائی کے بعد اپنے ساتھیوں سے جیل کے حالات بیان کرتا ہے۔

مَیں اراکین وفد کے چہروں کو بار بار فکر و تجسس کی نگاہ سے دیکھتا رہا، لیکن ان میں ایک چہرہ ایسا بھی تھا کہ جس کو کافی دیر تک دیکھنے کے بعد بھی آنکھیں سیر نہیں ہوتی تھیں۔

پاکستان کے سیاسی حالات کی طرح پریشان زلفیں، قوم کے فکر میں ڈوبی ہوئی بوجھل نگاہیں، بلوچستان کے پہاڑوں کی طرح ابھری ہوئی ناک، عزم ایسا کہ سید شمس الدین شہیدؒ یاد آجائیں، مومن کی طرح ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ بلوچستان کے حالات کی مناسبت سے بالکل سیاہ داڑھی ——— یہ ہیں جمعیت علماء اسلام قلات کے رہنما جناب:

مولانا سید صدیق حسن
شاہ صاحب

موقع کو غنیمت جانتے ہوتے مَیں نے مولانا سے انٹرویو کے لیے درخواست کی جس کو مولانا نے بخوشی قبول فرمالیا اور اس طرح بلوچستان کے اس درویش منش انسان کے ذریعے وہاں کے حقائق و واقعات من و عن پیش خدمت کرنے کی سعادت میسر آئی۔

سب سے پہلے میں نے بلوچستان کی موجودہ صورت حال سے متعلق سوال کیا تو مولانا نے ایک سرد آہ کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا۔

" بلوچستان میں ہر طرف خوف وہراس کا دور دورہ ہے۔ انصاف عنقا اور انسانیت دم توڑتی شرافت کا حسرت زدہ نگاہوں سے نظارہ کرنے کے باوجود کچھ کرنے سے قاصر ہے۔ تعلیمی ادارے بند ہیں۔ بلوچستان کا ہر شخص مستقبل سے مایوس جان بچانے کی فکر میں غلطاں ہے۔ عوام کو خوف زدہ کرنے کا ہر وہ طریقہ جو سرکاری دماغ سوچ سکتا ہے بلوچستان میں اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ عالم یہ ہے کہ کوئٹہ سے قلات اور خضدار کے لیے

صبح ۸ بجے سے دوپہر دو بجے تک کوئی ٹریفک نہیں جاسکتی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنی گاڑی پر جائے بھی تو جانے نہیں دیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ: ”راستہ خطرناک ہے“۔ ”کوئٹے کیلیے جانے کا خطرہ ہے“۔ ”ہم آپ کی حفاظت کر رہے ہیں“ وغیرہ وغیرہ۔

کیا بلوچستان میں مسافروں کو بھی لوٹا جاتا ہے؟ میں نے معاً سوال کیا۔

جی ہاں! مولانا نے معنی خیز مسکراہٹ سے جواب دیا:

آخر وہ لوگ کون ہیں جو اس فعلِ قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں؟ میں نے مزید دریافت کیا۔

مولانا پہلو بدلتے ہوئے بولے:

”یہ حرکتیں وہ لوگ کر رہے ہیں جو پیشہ ورانہ لٹیرے ہیں، لیکن اب انہوں نے اپنے رخ سیاہ پر پیپلز پارٹی اور قیوم لیگ کے نقاب چڑھا لیے ہیں۔ ستم یہ کہ یہ سب کچھ ہماری سرحد کے نگہبانوں کی حفاظت میں ہو رہا ہے

ذاتی جیل خانے!

ظلم و بربریّت کی انتہا!!

مولانا نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ: بلوچستان کے سرمایہ دار پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر عوام پر نت نئے مظالم کے تجربات کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے صرف ایک تحصیل زہری (جو بلوچستان کے ”مرد آہن“ میر نبی بخش زہری کی جنم بھومی ہے) کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں کے ”بڑے لوگ“ پیپلز پارٹی کے عقد میں جا چکے ہیں اور عوام جو غریب اور مجبور ہیں ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور پالتو غنڈے ان کی ذاتی پولیس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اگر عوام ان کے ظلم و بربریت سے تنگ آ کر حرفِ شکایت زبان پر لے آئیں تو ان کو نہ صرف غنڈوں کے ذریعہ سرِعام پیٹا جاتا ہے، بلکہ زار روس کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عوام کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہاں جب تک جی چاہتا ہے ان کو رکھتے اور ظلم کرتے ہیں۔

مولانا نے دکھ بھرے لہجہ میں گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ عبدالکریم زہری اور علی بخش زہری جو کہ جمعیۃ علماء اسلام سے تعلق رکھتے ہیں صرف اس بنا پر کہ وہ پیپلز پارٹی میں کیوں شامل نہیں ہوتے کئی مرتبہ ان کے گھروں کو وہاں کے سردار جمشید خان نے لٹوایا اور ان پر سرِعام زیادتیاں کیں، یہاں تک کہ گھر میں تین عورتیں بھی شدید زخمی ہو گئیں جن کو علاج کے لیے سول ہسپتال قلات جانا پڑا۔

سردار دوداخان، میر امان اللہ خان اور سردار جمشید خان عوام پر ظلم و ستم ڈھانے کی ”سعادت“ میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی تگ و تاز میں مصروف ہیں۔ ان کا اصول ہے کہ جو شخص بھی پیپلز پارٹی کے کسی جلسہ میں نہ جا سکے اس کے گھر کو لوٹ کر اسے جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔

ہماری جانیں بھی جمعیۃ کے مشن پر قربان ہو جائیں گی!!

مولانا بلا انقطاع بولے جا رہے تھے اور میں دم بخود، ان کے کلام کی لہریں جذبات کے ساحل سے ٹکرانا شروع ہوئیں تو میں بھی اشہب قلم کو مہمیز لگانے لگا۔ مولانا کہہ رہے تھے کہ تحصیل زہری کے مولانا شاہ محمد اور مولانا اختر محمد جو جمعیۃ علماء اسلام سے متعلق ہیں سردار دودا خان نے انہیں زبردستی اٹھوا کر اپنی میٹنگ میں بلوایا اور کہا کہ:

> ”یا تو جمعیۃ چھوڑ کر پیپلز پارٹی میں
> شامل ہو جاؤ۔ ورنہ قتل کرا دونگا“

لیکن یہ مولانا مدنیؒ کے نام لیوا اور سید شمس الدین شہیدؒ کے رفقاء کار ہیں۔ بلا تامّل کہنے لگے:

> ”جس مشن کو لے کر ہم سفر زندگی
> طے کر رہے ہیں، کسی بھی موڑ پر
> اس سے روگردانی گناہ کبیرہ سمجھتے
> ہیں اور اسی مشن پر جان دینا کامیابی
> خیال کرتے ہیں“

اس محاذ پر ناکامی کے بعد سردار دوداخان نے عوام سے کہا کہ ان مولویوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ اگر آپ علماء ہی کو چاہتے ہیں تو ہم دوسرے علماء اپنے ذاتی خرچ پر منگانے کو تیار ہیں۔ لیکن شائد وہ نہیں جانتے کہ عوام کے دلوں سے علماء کی محبّت کو ختم کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔

”عوامی سردار“

(بھٹو صاحب کی نئی اصطلاح)

دوران گفتگو مولانا نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ جب بھٹو صاحب دورۂ بلوچستان کے سلسلے میں خضدار پہنچے تو انہوں نے جھلاوان کے سردار دودا خان کو خضدار پیپلز پارٹی کے صدر بنانے کا اعلان کیا۔ جس پر لوگوں نے کہا کہ آپ تو سرداری نظام کے خلاف ہیں اور اس نظام کو ختم کرنے کا وعدہ کرتے رہے، لیکن اب سردار ہی کو پارٹی کا صدر بنا رہے ہیں۔ بھٹو صاحب سے کچھ نہ بن پڑا تو کہنے لگے کہ یہ ”عوامی سردار“ ہے۔

بعد میں اسی ”عوامی سردار“ نے جمعیۃ کے سرگرم رکن جناب عبدالحکیم صاحب زہری

کے مکان پر حملہ کیا۔ ان کی والدہ کو جو کہ قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں شہید کر کے گھر کو آگ لگا دی اور تمام غلہ اپنے ساتھ لے گئے۔

اس کے بعد دوبارہ حملہ کیا اور جناب عبدالحکیم زہری کو شدید زخمی کر دیا۔

حکومت نے اس قسم کے لوگوں کو ہتھیار دیئے ہوئے ہیں تاکہ عوام میں خوف و ہراس پیدا کر کے عوام کی توجہ حکومت کے غلط اقدامات سے ہٹائی جا سکے اور وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے اپنی جان اور مال کی فکر میں پریشان رہیں۔

میں نے گفتگو کی مناسبت سے سوال کیا کہ عوام متحد ہو کر سرداری نظام کو ختم کیوں نہیں کر دیتے؟

مولانا بے ساختہ بولے:

”عوام سرداری نظام سے تنگ آ چکے ہیں اور اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں، لیکن ان سرداروں نے قدیم یونان کی طرح اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے۔ عوام نہتے اور بے بس و لاچار ہیں۔ یہ ”عوامی سردار“ عوامی رابطے کے درمیان حائل ہیں۔ قوم کے صحیح رہنما سلاخوں کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں اور پھر کوئی سیّد شمس الدین بنتا ہے تو اسے شہید کر دیا جاتا ہے۔“

اچھا شاہ صاحب! آپ یہ بتائیں کہ ہمارے ایک دوست ملک کے سربراہ کے حالیہ دورۂ لاڑکانہ کے بارے میں بلوچستانی عوام کے کیا تاثرات ہیں؟ میں نے موضوع کو ذرا تبدیل کرنے کی کوشش کی۔

مولانا بڑے تحمل اور متانت سے جواب دینے لگے:

”دراصل اس قسم کے دوروں کی تمام تر تفصیلات سے بلوچستان کے عوام کو بے خبر رکھا جاتا ہے اور اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ اولاً یہ کہ ہمارے پڑوسی اور دوست ملک کے سربراہ یہ نہیں چاہتے کہ بلوچستان میں جمہوریت قائم ہو، کیونکہ اگر بلوچستان میں جمہوریت قائم ہو جاتی ہے تو ان کے اپنے بلوچ بھی اپنے جمہوری حقوق کا مطالبہ کرنا شروع کر دیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بلوچستان اور سرحد میں جمعیتہ اور نیپ کی آئینی اور جمہوری حکومتیں قائم ہونے پر مسٹر بھٹو سے اظہارِ ناراضگی کیا تھا۔

ثانیاً یہ کہ امریکہ ایشیا میں کنٹرول کرنے کے لیے گوادر کی بندرگاہ پر نظر رکھے ہوئے ہے اور یہ امریکی منصوبہ صرف امریکہ کے دوست ایشیائی ملک کے ذریعہ ہی تکمیل کو پہونچ سکتا ہے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ بلوچ عوام ستم رسیدہ و پسماندہ رہیں، لیکن وہ پاکستان کے ایک ایک ذرہ کی حفاظت کے لیے اپنے جسم و جان کی بازی لگا دینے کا عزم رکھتے ہیں۔

ثالثاً بالائی بلوچستان کا تیل ہمارا حلیف ملک استعمال کر رہا ہے جو اس کی معیشت کا محور بن چکا ہے۔ اگر پاکستان میں بلوچستان کے زیریں علاقوں سے تیل نکالنا شروع کر دیا جائے تو ہمارے حلیف ملک کے بلوچستان کے تیل کے کنویں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے جس سے اس کی معیشت دیوالیہ ہو کر رہ جائے گی۔ اس لیے اس ملک کے سربراہ نہیں چاہتے کہ انہیں جمہوری حقوق میسر آ سکیں اور وہ ترقی کر کے تیل نکالیں اور معاشی آسودگی سے ہمکنار ہوں۔

موجودہ حکومت نے جو معاشی اصلاحات کی ہیں بلوچستان میں اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ میں نے پھر موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

مولانا میری رجعت قہری کو بھانپ گئے اور قدرے مسکراہٹ کے ساتھ بولے:

”تمام ترقیاتی سکیموں میں ان ہی چند افراد کو شامل کیا جاتا ہے جو حکومت کے ”وفادار“ سمجھے جاتے ہیں۔“

”تقاوی قرضے اور ٹیوب ویل وغیرہ بھی ان ہی سرمایہ داروں اور سرداروں کو ملتے ہیں جو پیپلز پارٹی میں شامل ہیں۔“

”عوام کی معاشی حالت دگرگوں ہے۔ لوگ بسر اوقات بمشکل ہی کر پاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ سیاسی محرومی کے ساتھ بلوچستان کے عوام معاشی طور پر بھی مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس کی ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ ۱۹۷۱ء میں جب لاہور میں آئین شریعت کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا تو ہم سب اپنے کرائے سے آئے تھے، مگر اب قرضہ لے کر آئے ہیں۔“

شاہ صاحب جذبات میں اپنی حالت تو بیان کر گئے، لیکن بعد میں شاید انہیں خیال آ گیا۔ اس طرح آواز میں قدرے دھیما پن نمایاں ہونے لگا۔ لہٰذا میں نے اس بات کو یہیں ختم کرتے ہوئے فوراً دوسرا سوال کیا:

بلوچستان کے پہاڑوں میں کون لوگ چھپے ہوتے ہیں اور کیوں؟ کیا فوجیوں کو ان کے ٹھکانوں کا علم نہیں؟

مولانا نے بڑے افسوس کا اظہار کیا کہ اخبارات میں حقائق سے پردہ پوشی کی جا رہی ہے۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ پہاڑوں میں پناہ لینے والے باغی ملک دشمن نہیں، بلکہ محب وطن افراد ہیں۔ بلوچستان میں پاکستان سے علیحدگی کی کوئی تحریک نہیں، بلکہ بلوچ عوام محب وطن ہے اور ہر حالت میں پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ وہ افغانستان یا ایران سے ملنا قطعاً پسند نہیں کرتے۔ انہوں نے سوچا کہ تین ہی صورتیں ہیں کہ یا تو حکومت کے آگے جھک جائیں ورنہ جیل جائیں یا پھر مارے جائیں۔ اس لیے انہوں نے بے غیرتی اور ذلت کی زندگی سے بچنے کے لیے پہاڑوں

کے دامن میں پناہ لی۔ جہاں تک فوج کا تعلق ہے وہ بیچاری مجبور ہے۔ اور پاکستان کے مسائل کی طرح پرپیچ پہاڑوں میں ان افراد کی ٹوہ لگانے میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ لوگ مقامی ہیں اور تمام راستوں سے واقف ہیں۔ جب کہ فوجی جوان دوسرے علاقوں سے آئے ہوتے ہیں۔

متحدہ جمہوری محاذ کے رہنما اب تک بلوچستان کا تفصیلی دورہ نہیں کر سکے، بلکہ پنجاب اور دیگر علاقوں میں جلسے کرتے رہتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام اس صورت حال سے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں ؟

مولانا نے سوال ختم ہونے سے قبل ہی کہا : کہ محاذ کے رہنماؤں کے دورہ نہ کرنے سے بلوچ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت انہیں ایسا نہیں کرنے دیتی، کیوں کہ حکومت کو حقائق کا سامنا کرنے کی عادت ہوتی تو بلوچستان کے قومی رہنما پس دیوار زنداں نہ ہوتے اور سید شمس الدین دردناک طریقے سے قتل نہ کیے جاتے۔

اس لیے ان حقائق کے پیش نظر بلوچ عوام محاذ کی مجبوریوں کو سمجھتے ہیں اور ہر طرح سے محاذ کے ساتھ ہیں۔

مولانا : آپ فرماتے ہیں کہ بلوچ عوام موجودہ حکومت کے ساتھ نہیں بلکہ متحدہ جمہوری محاذ کی ہمنوا ہے۔ لیکن جناب بھٹو کے جلسوں میں عوام خاصی تعداد میں نظر آتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

شاہ صاحب سر سے ٹوپی اتارتے ہوئے بولے کہ بھائی بھٹو صاحب کے جلسوں میں لوگ زبردستی لائے جاتے ہیں۔ تمام سردار ایک دوسرے پر سبقت لینے کی غرض سے اپنے علاقوں سے عوام کو جبراً جلسہ گاہ میں لاتے ہیں تاکہ بھٹو صاحب سے اپنی وفاداری کا ثبوت بہم پہونچا سکیں۔ اور پھر تمام فوجیوں کو سادہ وردی میں سامعین کا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ پھر متاسفانہ انداز میں کہنے لگے: کہ اس طرح بلوچستان میں بھی مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں جس طرح یحییٰ خان نے عوامی لیگ کو کالعدم قرار دے کر الیکشن کا ڈھونگ رچا کر ریوڑیاں تقسیم کیں۔ بالکل اسی طرح سید شمس الدین کو شہید کرا کے گل خان نصیر اور دوست محمد کو قید کر کے، عبدالرحمٰن کو مفرور قرار دے کر ان کی نشستوں پر بلا مقابلہ اور دھاندلی سے انتخاب کرایا گیا، لیکن ہم بلوچستان کو بنگلہ دیش نہیں بننے دیں گے۔ چاہے اس کے لیے ہمیں کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

مولانا بے تکان بولے چلے جا رہے تھے لیکن مجھے تھکاوٹ کے آثار محسوس ہونے لگے اور نماز کا وقت بھی ہو چلا تھا۔ اس لیے میں نے انٹرویو کا آخری سوال کیا۔

بلوچستان اسمبلی میں جمعیۃ علماء اسلام کے دو ممبر سیاسی وفاداری تبدیل کر چکے ہیں۔ اس سے جمعیۃ کی پوزیشن پر کیا اثر پڑا؟ اور اگر فی الوقت الیکشن ہو جائیں تو جمعیۃ کی پوزیشن کیا ہو گی ؟

مولانا فرمانے لگے کہ جہاں تک مولوی حسن شاہ اور مولوی صالح محمد کی سیاسی وفاداری تبدیل کرنے کا سوال ہے اس سے جمعیۃ کی پوزیشن میں شروع میں اثر پڑا، لیکن سید شمس الدینؒ کی شہادت سے نہ صرف یہ اثر زائل ہو گیا، بلکہ لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ علماء حق نے ہر دَور میں اپنے خون سے شمع حریت کو تاباں رکھا۔

مولانا نے فرمایا کہ مولوی حسن شاہ اور مولوی صالح محمد کا یہ حال ہے کہ یہ سرکاری حفاظت میں چلتے ہیں۔ اپنے حلقۂ انتخاب میں بھی آزادانہ نہیں جا سکتے۔ حتیٰ کہ جامع مسجد میں نماز بھی نہیں پڑھتے۔

جہاں تک انتخاب کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت آزادانہ اور غیر جانبدار الیکشن نہیں کرا سکتی۔ اگر غیر جانبدارانہ الیکشن ہو جائے تو جمعیۃ علماء اسلام پہلے کی نسبت زیادہ ووٹ حاصل کریگی۔

اس کی وجوہ درج ذیل ہے :

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں نہ عوام کو سیاسی شعور تھا اور نہ ہی ہمیں تجربہ۔ اب بحمدُللہ دونوں چیزیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ہم سابقہ کمزوریوں پر نظر ڈالتے ہوئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہم اپنے مقاصد میں پہلے سے کہیں زیادہ کامیاب ہونگے۔

عوام میں ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے قبل یہ تاثر تھا کہ علماء کچھ نہیں کر سکتے جبکہ نیپ قوم اور ملک کی بھلائی چاہتی ہے، لیکن اب جمعیۃ نیپ معاہدہ سے عوام میں یہ تاثر قائم ہو گیا ہے کہ علماء نے اسلام، ملک اور قوم کی بھلائی کے لیے نیپ سے اتحاد کیا ہے اور ہم سب خدا کے حضور سربسجود ہوتے اس کے ساتھ ہی میں نے مولانا کا شکریہ ادا کیا۔

النبی الخاتم ﷺ
لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہاں جہاں
ایک طلوعِ آفتاب، دشت و چمن سحر سحر
تحریر: سید مناظر احسن گیلانی
سیرۃ النبیؐ پر تاریخ کی سب سے جامع لیکن مختصر کتاب
مولانا اشرف علی تھانوی : مناظر احسن کے سارے مناظر حسن ہیں۔
مولانا ابوالکلام آزاد : اس ایجاز و اختصار کے ساتھ سیرۃ پر اتنی جامع اور عمدہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری
علامہ شبیر احمد عثمانی : "النبی الخاتم" کے مطالعہ سے سیرتِ نبویؐ کے کئی نئے پہلو سامنے آئے۔
سید سلیمان ندوی : مناظرِ اسلام متکلمِ ملت سلطان القلم کے قلم کی روانی اسلام کی محافظت میں تیغ رانی کا کام دیتی ہے
سید عطاء اللہ شاہ بخاری : "النبی الخاتم" کے ساڑھے چار سو عنوانات میں سے ہر عنوان پر ہفتہ تک تقریر کر سکتا ہوں
مولانا سید محمد داؤد غزنوی : صرف "النبی الخاتم" کا مطالعہ سیرت کی بڑی اور ضخیم کتابوں پر بھاری ہے۔
مولانا ابوالحسنات : "النبی الخاتم" عشق و محبت اور واردات و کیفیات پیدا کرنے میں عجیب اثر رکھتی ہے
مولانا عبدالمجید قریشی : سیرت کی لائبریری میں اس قسم کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔
مولانا محمد منظور نعمانی : دریا بکوزہ کی مثال دنیا کی کسی کتاب پر اس سے بہتر طور پر صادق نہیں آتی۔
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی : میں نے اپنی ساری عمر میں سیرتِ نبویؐ میں "رحمۃ للعالمین" اور "النبی الخاتم" سے زیادہ مؤثر کتاب نہیں پڑھی۔ کتاب عجیب البیلے انداز میں لکھی گئی ہے۔
عبدالماجد دریابادی : ان کی ہر تحقیق میں قدامت کا استناد ہے اور ہر تعبیر میں جدت کی تازگی۔ یہ عجیب حکیمانہ امتزاج ہے اور اُن کی فضیلت کا طرّہ امتیاز۔ قیمت قسم اول ۱۲ روپے، قسم دوم [illegible] روپے
"النبی الخاتم" معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری محاسن سے بھی آراستہ و پیراستہ ہے
بہترین عکسی طباعت ○ سنہری ڈائی دار جلد ○ محصول ڈاک بذمہ خریدار
(۷۳-۱۹۷۲ء کے مقابلہ کتب میں اول آنے والی کتاب) (ربیع الاول میں منگوانے پر [illegible] روپے مع محصول ڈاک)
مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ● ۳۴ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

زاہد الراشدی

وکلاء نے بھٹو کچہری کا بائیکاٹ کر دیا۔

وزیر اعظم کے دورۂ گوجرانوالہ کی چند جھلکیاں

وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو "رابطۂ عوام،، مہم کے اختتام پر لاہور ڈویژن کے دورہ پر تشریف لائے تو گوجرانوالہ کی سرزمین کو ورُودِ مسعود کے شرف سے نوازا۔

وزیر اعظم کی تشریف آوری سے ہفتہ عشرہ قبل ہی انتظامیہ کی نقل وحرکت کسی آندھی اور طوفان کی آمد کا پتہ دے رہی تھی۔ ضلع کی اہم شاہراہوں پر پولیس افیسر بسوں کے کاغذات وصول کر کے انہیں وزیر اعظم کی آمد پر دیہات سے عوام کو ڈھونڈنے کا فریضہ سونپ رہے تھے۔ انتظامیہ عدلیہ اور پولیس آفیسر شب وروز جلسہ عام کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ میونسپل سٹیڈیم میں جلسہ کے انتظامات کیے جا رہے تھے اور عوام کو قائدِ عوام سے دور رکھنے کے لیے سٹیج سے ۲۰۰ گز کے فاصلے پر لوہے کے پائپ نصب کیے جا رہے تھے۔ اخبارات کے خصوصی نمبر شائع کرنے کی مساعی ہو رہی تھیں۔ غرض کہ ہر طرف وزیر اعظم کی آمد ہی کا غلغلہ تھا اور انتظامیہ کی شبانہ روز سرگرمیوں سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کا مصرف اب صرف یہی رہ گیا ہے کہ وزیر اعظم کے جلسہ کا انتظام کریں، کیونکہ اس دوران کوئی اور انتظامی یا عدالتی کام معمول کے مطابق انجام نہیں دیا گیا۔

۲۔ جلسہ کے انتظامات کے لیے صنعتکاروں سے لاکھوں روپے کا چندہ وصول کیا گیا اور تحصیلداروں کے ذریعہ بھی چندہ وصول کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا۔ تحصیلداروں نے محکمہ کے افراد اور پٹواریوں کے ذمہ کام لگایا۔ ایک خبر کے مطابق صرف تحصیل وزیر آباد سے پٹواریوں نے ۵۰ ہزار روپے چندہ اکٹھا کر کے دیا۔ اس کے علاوہ پٹواریوں اور پولیس انسپکٹروں کے ذمہ دیہات سے بسیں بھر کر لانے کی ڈیوٹی بھی لگائی گئی۔ اور وہ غریب بسیں اور ٹرک لیے دیہات میں غریب عوام کی منتیں کر کے انہیں شہر کی سیر، بھٹو کی زیارت اور پلاؤ کھلانے کے بہانے دو روز تک جمع کرنے میں مصروف رہے۔

بسوں اور ٹرکوں کے مالکوں کی کیفیت بھی عجیب تھی۔ ایک بس والے نے بتایا کہ ہماری بسیں بھی قبضہ میں لے لی گئیں اور ۲۰ روپیہ فی بس چندہ بھی لیا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۶۰۰ بسیں اور ٹرک صرف گوجرانوالہ کے جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے تحویل میں لیے گئے۔ ایک ٹرک والا میونسپل سٹیڈیم کے دروازے پر بیٹھا سنا رہا تھا کہ ٹرک بھی دو روز کے لیے پولیس نے قبضہ میں لے لیا۔ ہم بھی پھنسے ہوتے ہیں۔ نہ ہی کھانا ملا ہے۔ اور پٹرول بھی ہمیں اپنے خرچ سے ڈلوانا پڑ رہا ہے۔

۳۔ وزیر اعظم کی "کھلی کچہری"

وزیر اعظم کی کھلی کچہری کے لیے وفود کی تیاری کا مرحلہ آیا تو بڑی دلچسپ باتیں سننے میں آئیں۔ وکلاء کے وفد کو پابند کرنے کی کوشش کی گئی کہ جو سوالات انتظامیہ کی طرف سے دیے جائیں گے آپ صرف ان سوالات کو پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہیں گے۔ وکلاء نے اسے آزادی رائے کے منافی قرار دیا اور بار ایسوسی ایشن کے اجلاس میں بھاری اکثریت سے قرارداد منظور کر کے مسٹر بھٹو کے دورہ کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہوئی کہ P.P.P سے متعلق وکلاء نے اپنے طور پر وفد کی صورت میں ملاقات کا پروگرام بنا کر اس "خلا" کو پُر کرنے کی کوشش کی مگر دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے کے مصداق ان غریبوں کو بھی "سلامی،، کی اجازت نہ ملی۔ بھٹو صاحب کی طبع نازک پر وکلاء کا یہ بائیکاٹ گراں گزرا مزید برآں انہوں نے بار ایسوسی ایشن کے لیے گرانٹ کا اعلان کیا تو غیرت مند وکلاء نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ سنا ہے فیصل شہیدؒ میموریل کا افتتاح کرتے ہوئے بھٹو صاحب نے وکلاء پر خفگی کا اظہار بھی فرمایا مگر ع:

اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت؟

صحافیوں کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا مسئلہ پیش آیا۔ انہیں چند سوالات و آداب کا پابند کر دیا گیا تھا، مگر انتظامیہ کو پھر بھی اطمینان نہ ہوا بالآخر یہ کہہ کر ان کے وفد کو بھی ملاقات سے روک دیا گیا کہ "تم میں ایک شر پسند ہے"۔ اب

سنا ہے کہ گوجرانوالہ کے صحافی اپنی صفوں میں اس "شرپسند" کی تلاش میں مصروف ہیں، جس کی وجہ سے وہ "قائد عوام" کے دیدار سے محروم ہوگئے۔

طلبہ کو بھی پابند کیا گیا کہ وہ چند متعلقہ سوالات سے آگے نہیں بڑھیں گے، مگر یہاں انتظامیہ سے کچھ چوک ہوگئی۔ کھلی کچہری کے دوران اسلامیہ کالج یونین کے سیکرٹری اور جمعیۃ طلباء اسلام کے سرگرم کارکن سجاد حسین کے جرارت رندانہ سے کام لیتے ہوئے تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کے خلاف مقدمات اور گوجرانوالہ کے طلبہ کے خلاف مقدمات کا ذکر چھیڑ دیا جس پر بھٹو صاحب کے حکم پر رامے صاحب کو تحریک ختم نبوت کے مقدمات واپس لینے کا فیصلہ بالآخر کرنا ہی پڑا۔

انہی مقدمات کے سلسلے میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے بھی وزیر اعظم سے بات چیت کے لیے ایک وفد ترتیب دیا تھا، مگر ڈی. سی صاحب نے وفد کو ملاقات کا وقت دینے سے معذوری کا اظہار کیا۔ پھر عرض کیا گیا کہ کھلی کچہری میں آنے کا موقع دیا جائے جواب ملا کہ کھلی کچہری میں جانے کے لیے پیشگی اجازت لینا شرط ہے۔ بھٹو صاحب کی تشریف آوری والے دن علماء کرام جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں جمع ہوئے۔ بھٹو صاحب کو ٹیلی گرام دیا گیا کہ ہم ——— ملاقات کے خواہش مند ہیں اور فون ۳۷۳۸ پر آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ جواب نہ آنا تھا نہ آیا۔ بہرحال آواز پہونچ گئی اور پورے پنجاب میں مقدمات واپس لینے کا اعلان بھی کر دیا گیا، مگر حیرت کی بات ہے کہ اس اعلان کے چار روز بعد اوکاڑہ کی جامع مسجد گول چوک کے سابق خطیب مولانا عبداللہ حال امام اونچی مسجد لاہوری گیٹ گوجرانوالہ کو تحریک ختم نبوۃ کے دوران درج شدہ مقدمہ کے سلسلے میں گرفتار کر لیا گیا اور بڑی دقت کے ساتھ کچھ "دے دلاکر" جان چھڑائی گئی۔

اس کے بعد خدشہ محسوس ہونے لگا ہے کہ کہیں یہ وعدہ بھی ۷ ستمبر کے وعدے کی طرح "سیاسی مصلحتوں" کی بھینٹ نہ چڑھ جاتے۔

۴۔ "جلسۂ عام" کے لیے لوگوں کو جمع تو کر لیا گیا، مگر اب مسئلہ درپیش تھا: "قائدِ عوام کو عوام سے حفاظت کا" چنانچہ سٹیج سے کم و بیش ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر پائپ نصب کر کے درمیان کا حصہ خالی رکھا گیا۔ اس کے بعد غالباً سیکورٹی فورس سول لباس میں بٹھائی گئی۔ اس کے پیچھے دیہات سے "بیگار" میں لائے گئے۔ عوام کو جگہ ملی اور شہریوں کے حصہ میں ڈنڈے اور لاٹھیاں آئیں دروازوں پر کھڑی پولیس اور سیکورٹی فورس کو اپنا فن دکھانے کا خوب خوب موقع ملا۔ جو بھی جلسہ میں جانے کے لیے آگے بڑھا پولیس اور سیکورٹی فورس نے اس کی خوب تواضع کی۔ میں نے خود پیپلز پارٹی کے اہم کارکنوں کو اس حالت میں میدان چھوڑتے دیکھا ہے کہ انہیں سٹیڈیم کے دروازوں سے اندر جانے کی صورت میں ڈنڈے کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ایک موقع پر تو خود سیکورٹی فورس کو بھی پولیس پر غصہ آگیا اور سنا ہے پھر سیکورٹی فورس کے لٹھ برداروں نے پولیس کے نوجوانوں کی بھی پٹائی کر دی۔ اندر بھٹو صاحب تقریر فرما رہے تھے جو لوگ اندر دھکیل دیئے گئے ان کے باہر آنے کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے اور جو باہر رہ گئے تھے پولیس اور سیکورٹی فورس ان کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے میں مصروف تھی۔

اور اس طرح وزیر اعظم گوجرانوالہ کے عوام کو اپنی تقریر دلپذیر سے شادکام فرما کر شیخوپورہ روانہ ہوگئے

طلباء عربی کے لیے خوش خبری
علم منطق کی ابتدائی کتاب
ایساغوجی کی اردو شرح تحفۃ الواحدی مع متن
شائع ہوچکی ہے۔
مصنف: استاذ الاساتذہ، شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا واحد بخش صاحب صدر مدرس مدرسہ مخزن العلوم خانپور۔ یہ شرح اردو عجیب خصوصیات کی حامل ہے۔ اس میں مسائل و قواعد منطق کو ایسے سہل طریقے سے بیان کیا گیا ہے کہ اس کا مطالعہ کے بعد علم منطق آسان ہو جاتا ہے۔ طباعت آفسٹ، کاغذ اعلیٰ گلیز —
قیمت ۲/۵۰ روپے. کتاب محدود تعداد میں ہے جلد منگوائیں
ناشر: مکتب بشیر الکتب، نزد عید گاہ لودھراں، ضلع ملتان

پمفلٹ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جس میں اختصار کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے حالات زندگی درج کیے گئے ہیں۔ قیمت ۲۵ پیسے فی سیکڑہ ۲۰/
ناشر: شیخ محمد سعد صدر تنظیم اہل سنت بلتستان، پتہ: صدر دفتر تنظیم اہل سنت بلتستان چھوٹا میدان ناظم آباد ۳
کراچی ۱۰ پاکستان

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

دارالعلوم پلندری پر پیپلز پارٹی کے مسلح کارکنوں کی غنڈہ گردی

مولانا محمد یوسف صاحب پر اچانک حملہ

پلندری کشمیر میں چار جماعتی اتحاد کا پہلا جلسہ پلندری منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ (یہ وہ اتحاد ہے جس میں پیپلز پارٹی خود بھی شامل ہے) اشتہارات اور اعلانات کے مطابق چاروں جماعتوں کے سربراہوں نے دورہ شروع کیا۔ سب سے پہلے جب سردار ابراہیم خطاب کرنے کے لیے پلندری کے جلسہ میں پہونچے تو پیپلز پارٹی کے پالتو غنڈوں نے سردار صاحب اور مولانا محمد یوسف پر اچانک حملہ کر دیا جس سے دیگر افراد کے علاوہ سردار ابراہیم صاحب شدید زخمی ہو گئے۔ ان مسلح غنڈہ عناصر نے مدرسہ عربیہ دارالعلوم پر پتھراؤ کیا جس سے مدرسہ کا کافی نقصان ہوا ان بے رحم انسانوں نے دارالعلوم کے معصوم طلباء کو بھی پیٹا۔ یہ سب کچھ محض اس لیے کیا گیا کہ آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس نے اس حلقہ کا ٹکٹ علاقہ کے مشہور عالم دین مولانا محمد یوسف صاحب کو دیا ہے۔ مولانا کی مقبولیت اور کامیابی سے گھبرا کر کرنل تقی خان امیدوار پیپلز پارٹی نے یہ سب کرایا ہے۔ کرنل صاحب کا دعویٰ ہے کہ مجھے بھٹو صاحب نے ٹکٹ دیا ہے جس کے مقابلے میں کسی کو آنے کا کوئی حق نہیں۔ پیپلز پارٹی کے کارکن مولانا کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ان حالات میں فضا کے مزید مکدر ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ مولانا نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر پیپلز پارٹی اس قسم کے لوگوں کو ٹکٹ دے کر ان کی پشت پناہی کرتی رہی تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ پارٹی سرحد و بلوچستان کی طرح کشمیر میں بھی آمریت کی بنیادیں مضبوط کرنا چاہتی ہے کشمیری عوام شدید خائف ہیں اور کشمیر کا وجود معرض بحث بنتا جا رہا ہے۔ کشمیری عوام حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد اس غنڈہ گردی کا تدارک کر کے عوام کو مطمئن کرے۔

قاضیوں کا تقرر

جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیر الزمان صاحب نے فرمایا کہ موجودہ حکومت نے عدالتوں میں قاضیوں کا جو تقرر کیا ہے ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ گو حکومت نے گذشتہ ستمبر میں بعض اسلامی دفعات کا نفاذ کیا تھا، مگر قاضیو کے تقرر سے اس پر عمل کی راہ نکلی ہے۔ بلاشبہ حکومت کا یہ عظیم کارنامہ ہے۔ مولانا نے مطالبہ کیا کہ حکومت باقی اسلامی دفعات کو بھی جلد نافذ کر کے نظریہ پاکستان کی تکمیل کرے۔

ڈیرہ اسماعیل خان

شیخ عزیز الرحمٰن امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان، نے ایک بیان میں کہا ہے کہ وزارت تعلیم نے انٹرمیڈیٹ کے نصاب سے اسلامیات کے مضمون کو خارج کر کے موسیقی اور فنون لطیفہ کو شامل کیا ہے جس سے نظریہ پاکستان کی تکذیب ہوتی ہے۔ شیخ صاحب نے کہا کہ حکومت اس فیصلہ کو فوراً منسوخ کر کے کروڑوں اسلامیان پاکستان کو مطمئن کرے۔

جھنگ صدر

گذشتہ دنوں جامع مسجد گوجر بستی نزد غلہ منڈی جھنگ صدر میں جمعیۃ علماء اسلام کا اجتماع ہوا۔ مولانا حق نواز صاحب نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ مولانا محمد شفیع نے حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کیا۔ بعد ازاں قاری غلام محمد صاحب امیر جمعیۃ جھنگ نے اصلاح معاشرہ پر مفصل خطاب کیا۔

ایک قرارداد کے ذریعہ شہری آزادیوں کی بحالی، غنڈہ گردی کے خاتمہ اور شراب و سود ایسی لعنتوں کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

اظہار تعزیت

لائل پور جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں جناب مولانا عبد الحمید صاحب، صوفی بشیر صاحب اور حافظ عبد الحمید نے ایک مشترکہ بیان میں شاہ فیصل مرحوم کی شہادت پر شدید رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے سامراج

کے خلاف شاہ فیصل مرحوم کے کردار کو سراہا اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

رستم تحصیل سکھر

جمعیۃ علمار اسلام تحصیل سکھر کے ناظم عمومی مولانا عبدالحق صاحب نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شیعہ سنی نصاب کو علیحدہ کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے بچائے۔ جس طرح ستائیس سال سے شیعہ اور سُنّی ایک ہی نصاب سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں اب بھی کر سکتے ہیں۔

مشترکہ اجلاس

جمعیۃ علمار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوۃ بہاولپور کا ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت حاجی سیف الرحمٰن منعقد ہوا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ تھانہ سول لائن کے اے ایس آئی کو مسجد ٹرسٹ کالونی کے پنکھے چوری ہونے کی رپورٹ درج کرائی تھی جس کو ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ چوری کی نشاندہی کے باوجود اے سی مذکور نے پرچہ درج نہیں کیا۔ گرمی کے موسم میں مسجد پنکھوں سے محروم ہے۔ اور چور کھلے پھر رہے ہیں یہ اجلاس ایک قرار داد کے ذریعہ حکام بالا سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ چوروں کو گرفتار کر کے پنکھے برآمد کریں اور اے۔ ایس۔ آئی مذکور سے بازپرس کریں

انتخابات

جمعیۃ علمار اسلام شہر ٹھل کی تنظیم نو عمل میں آئی۔ مندرجہ ذیل انتخاب ہوا:

امیر: مولانا شیر محمد صاحب
نائب امیر: حاجی عبدالرحمٰن صاحب منگی
ناظم عمومی: سید محمد امین شاہ صاحب
ناظم: مولوی رحمت اللہ صاحب
خازن: مولا بخش سرکی۔

ناظم نشر واشاعت: شبیر احمد صاحب۔

بہاول پور شہر

جمعیۃ علمار اسلام بہاول پور شہر کا ایک اجلاس زیر صدارت امیر ضلع مولانا غلام سرور صاحب منعقد ہوا۔ درج ذیل انتخاب عمل میں آیا:

امیر: جناب محمد یاسین صاحب
نائب امیر: مولانا عطار الرحمٰن صاحب
〃 〃 ۲ چوہدری محمد حسین صاحب
ناظم عمومی: جناب عبدالمجید صاحب
ناظم: جناب نور الٰہی صاحب
خازن: جناب محمد امین صاحب
ناظم نشر واشاعت و ناظم دفتر:
مولوی عبدالستار صاحب

حلقہ شاہدرہ کے لیے سید محمد علی شاہ صاحب کو امیر، حافظ عبدالکریم صاحب کو ناظم عمومی اور جناب حافظ گل محمد صاحب کو خازن مقرر کیا گیا۔

کراچی

حلقہ فیوچر کالونی و مانسہرہ کالونی جمعیۃ کے کارکنوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں کراچی جمعیۃ کے نائب امیر مولانا قطب الدین نے بھی شرکت کی۔ دیگر علمار نے اجتماع سے خطاب کیا۔ ایک قرار داد کے ذریعہ مولانا غلام صمدانی کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ فیوچر کالونی کے دفتر کا افتتاح ہوا اور درج ذیل انتخاب عمل میں آیا:

سرپرست: مولانا کفایت اللہ صاحب۔
امیر: قاری عبدالحیٔ جانباز
نائب امیر: مولانا عنایت اللہ صاحب ایم اے
〃 〃 ۲ مولانا محبت خان صاحب
〃 〃 ۳ مصری خان صاحب۔
ناظم عمومی: بدر منیر صاحب مجاہد
ناظم اوّل: مولانا اقبال اللہ صاحب
ناظم دوم: مولانا کفایت اللہ صاحب
ناظم نشریات: محمد اسحاق اگروری۔
نائب 〃 محمد الیاس صاحب۔
خازن: زرگل خان صاحب
ناظم دفتر: قاری سیف الرحمٰن صاحب
سالار: مولانا لطف اللہ صاحب۔

موضع رندھاوا تحصیل سپردر

میں جمعیۃ علمار اسلام کا انتخاب عمل میں آیا حسب ذیل عہدیدار منتخب ہوئے:

امیر: ڈاکٹر قدرت اللہ صاحب
نائب امیر: چوہدری محمد حسین۔
ناظم عمومی: ڈاکٹر راحت حسین قادری
ناظم و ناظم تبلیغ: مولانا محمد رمضان صاحب۔
خازن: چوہدری فتح الٰہی۔
ناظم نشر واشاعت: مولانا محمد صدیق صاحب

موضع بھماں جھگیاں

میں حلقہ شادباغ کے عوام کا ایک اجتماع زیر صدارت میاں محمد شفیع نمبردار منعقد ہوا جس میں عہد کیا گیا کہ آیندہ انتخاب میں اس جماعت کو سپورٹ کیا جائے گا جو صحیح معنوں میں اسلامی قوانین ملک میں نافذ کرنا چاہتی ہو۔ انجمن رفاہ عامہ بھماں جھگیاں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

امیر: مولوی ریاض حامد
نائب امیر: چوہدری محمد حسین
ناظم اعلیٰ: محمد صدیق صاحب
ناظم: محمد رفیق محبوب
خازن: ماسٹر عبدالغنی
ناظم نشریات: محمد فیض صاحب

جڑانوالہ

گذشتہ دنوں جمعیۃ علمار اسلام شہر جڑانوالہ

کا اجلاس زیر صدارت مولانا صوفی محمد اسحاق صاحب منعقد ہوا۔ جماعت کے تنظیمی امور پر غور وخوض کے بعد درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے:

امیر: مولانا محمد صدیق صاحب
نائب امیر: مولانا غلام قادر صاحب
ناظم عمومی: مولانا عبدالرحمٰن صاحب شاکر
ناظم اول: محمد طفیل صاحب
ناظم دوم: ڈاکٹر غلام محمد صاحب
خازن: چوہدری محمد اقبال صاحب
ناظم نشریات: صوفی غلام رسول صاحب۔

مدرسہ عربیہ نور الہدیٰ

مریدسوہا میں جمیعۃ علماء اسلام کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا تنظیمی امور پر غور وخوض کیا گیا۔ بعد ازاں ناظم نشریات حافظ عبدالرحمٰن سندھی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ملک جس دور سے گزر رہا ہے وہ نہایت ہی خطرناک ہے۔ حالت یہ ہے کہ کسی شریف آدمی کی عزت محفوظ نہیں۔ ان حالات میں جمیعۃ کے کارکنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کر کے عوام کی بہبود کے لیے کام کریں۔

انجمن تحفظ قرآن

باجور میں انجمن تحفظ قرآن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے:

صدر: الحاج مولانا مسیح اللہ صاحب
نائب صدر: مولانا عبدالحلیم صاحب
ناظم اعلیٰ: عبدالرقیب صاحب ایم اے
ناظم: جناب برہان الدین متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
ناظم نشریات: جناب خلیل اللہ صاحب

توجہ فرمائیے

تحصیل خانیوال ضلع ملتان کی تمام ابتدائی جماعتیں نوٹ فرمالیں کہ ضلع کی ہدایت کے مطابق تحصیل کی سطح پر تنظیم قائم کی جا رہی ہے تاکہ ضلعی دفتر پر کام کے بوجھ کو تقسیم کر کے رفتار کار کو مزید تیز کیا جائے اس سلسلے میں حکیم محمد عالم صاحب جاوید کو کنوینر مقرر کر کے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تحصیل خانیوال کے تمام اُمراء و نظماء حضرات کو دعوت دیکر دستور کے مطابق تحصیل کا انتخاب کرائیں۔

اس لیے تمام ابتدائی جماعتوں سے گذارش ہے کہ وہ اپنے انتخاب مکمل کریں اور درج ذیل پتہ پر اطلاع دیں:

حکیم محمد عالم جاوید دفتر جمیعۃ علماء اسلام کچہری بازار خانیوال۔

نوٹ: پتہ مکمل ہونے پر امیرِ ضلع سے وقت لے کر جب اجلاس بلایا جائے گا تو باقاعدہ دعوت نامے ارسال کیے جائیں گے۔

انتقال پُر ملال

گذشتہ دنوں ضلع مظفرگڑھ کے جیّد عالم دین مولانا عبدالخالقؒ صاحب کوٹلہ رحم علی شاہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا مرحوم ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ عالمِ باعمل اور زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ جمیعۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم پر سیاسی کام کرتے رہے۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آپ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لے سکے۔ آپ کی ہمدردیاں جمیعۃ علماء اسلام کو حاصل تھیں آپ کی عمر تقریباً ۱۱۰ سال تھی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالقادر صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء و عوام نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے استاد مولانا سلطان محمودؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

انڈسٹریل ایریا سنٹرل جیل ہری پور

گذشتہ دنوں ہری پور جمیعۃ علماء اسلام کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف امور پر غور وخوض کیا گیا اور درج ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں:

۱- ہری پور شہر کے مولوی فقیر اللہ کے بچوں کے قتل کی پر زور مذمت کی گئی۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قتل کے مجرموں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔

۲- شہر میں سٹریٹ لائیٹ کی پرانی وائرنگ کی وجہ سے شہر کے اکثر محلّوں میں اندھیرا ہوتا جا رہا ہے جس سے چوری کی وارداتیں ہو رہی ہیں، متعلقہ حکام اس طرف توجہ دے کر عوام کی پریشانیوں کو دور کریں۔

۳- ہری پور میں نئے ڈپو کھولنے کی بجائے پرانے ڈپوؤں پر ۵ سیر فی کس کی بجائے ۱۵ سیر فی کس آٹا سپلائی کیا جائے اور چینی و گھی کا کوٹہ بڑھایا جائے۔

اتحاد الطلبہ المدارس العربیہ الباکستان

کا قیام

گذشتہ دنوں جامعہ مدنیہ راوی روڈ کریم پارک لاہور میں تمام مکاتب فکر کے مدارسِ عربیہ کے طلبہ کا ایک اجتماع ہوا جس میں تقریباً ۲۲ مدارس عربیہ کی ایک نمائندہ تنظیم اتحاد الطلبہ المدارس العربیہ الباکستان کے نام سے قائم کی گئی۔ درج ذیل عہدیداران منتخب کیے گئے۔ سرپرست قاری سلطان علی شاہ صاحب۔ صدر۔ رفیق عابد۔ نائب صدر محمد رضا ظفر، جنرل سیکرٹری نذیر احمد فاروقی، جائنٹ سیکرٹری محمد عبداللہ صاحب، ناظم مالیات: جناب اظہر ندیم۔ ناظم نشریات: جناب افتخار احمد صاحب۔

ظلم کے خلاف جہاد کے لیے تیار ہو جانا چاہیے

محمد اسلوب قریشی

نظام شریعت کے نفاذ کے لیے علماءِ حق سے وابستگی نہایت ضروری ہے : سید مطلوب علی زیدی

صدر مرکزیہ جناب محمد اسلوب قریشی نے ایک پیغام میں جمعیتہ طلباء اسلام کے تمام وابستگان کو ہدایت کی ہے کہ ظلم و بربریت کے خلاف جہاد کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ مرکزی ناظم عمومی سید مطلوب علی زیدی نے کہا کہ اس ملک سے سامراج اور غیر اسلامی نظام کو ختم کرنے کے لیے نوجوانوں، بالخصوص طلباء کو علماء حق سے وابستہ ہو جانا چاہیے۔ علماء حق ہی یہاں حق و انصاف پر مشتمل صحیح اسلامی نظام نافذ کر سکتے ہیں۔ بے دین لوگوں سے اسلامی نظام کے نفاذ کی توقع رکھنا عبث ہے۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ گذشتہ ستائیس ۲۷ سالہ دَور میں کسی بھی حکمران نے اسلام کی ایک شق بھی یہاں نافذ نہیں کی۔ اس کے برعکس ایک عالم دین مولانا مفتی محمود صاحب کو جب حکومت کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے اپنے صوبے میں فوری طور پر بہت سی غیر اسلامی و غیر شرعی چیزوں پر پابندی لگا دی ان کا صرف ساڑھے نو ماہ کا دور حکومت پاکستان کی تاریخ کا بہترین دَور رہا ہے۔

راولپنڈی

گذشتہ دنوں جمعیتہ طلباء اسلام راولپنڈی کا اجلاس زیر صدارت جناب محمد الیاس صاحب دفتر میں ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی امور زیر غور آئے۔ کام کو بڑھانے کے لیے مفید تجاویز پیش کی گئیں۔ صدر اجلاس نے تمام اراکین کو جمعیتہ طلباء اسلام کے پروگرام کی عظمت کا احساس دلایا اور ان سے درخواست کی کہ اس ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی جدوجہد کو مزید تیز کر دیں۔

اسلام آباد ڈگری کالج کے ناظم جناب سید سیف الاسلام زیدی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے جمعیتہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے طلباء کو جمعیتہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو سیکنڈ ائر کے کورس سے اسلامیات ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، بلکہ اس کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔

مظفر گڑھ

جمعیتہ طلباء اسلام ضلع مظفر گڑھ کے ناظم عمومی جناب شعیب عتیق خان صاحب نے گذشتہ دنوں پورے ضلع کا دورہ کیا۔ انہوں نے علی پور، کوٹ ادّو، لیہ اور خان گڑھ میں تنظیمی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اراکین سے کام کو تیز کرنے کی اپیل کی۔

ڈیرہ غازی خاں

جمعیتہ طلباء اسلام ڈیرہ غازی خان کا ایک اجلاس حضرت مولانا شمس الدین شہیدؒ کی یاد میں منعقد ہوا۔ صدارت جناب نذر محمد آصف نے کی۔ ضلعی کنوینر جناب محمد جمیل صاحب نے خطاب کرتے ہوئے مولانا شہیدؒ کی خدمات کو سراہا اور تمام طلباء سے اپیل کی کہ وہ بھی مولانا کے نقش قدم پر چلنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

شورکوٹ

جمعیتہ طلباء اسلام شورکوٹ کا اجلاس زیر صدارت جناب جمیل احمد صاحب قاسمی منعقد ہوا۔ تنظیمی امور پر بات چیت کے بعد مہمان خصوصی جناب چوہدری امیر محمد خان صاحب (ریٹائرڈ کرنل) نے مولانا سید شمس الدین شہیدؒ کے حالات بیان فرمائے انہوں نے کہا کہ مولانا شہیدؒ پاکستان کی ایک عظیم شخصیت تھے پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ ایسے عظیم شخص کو شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے اس پر سخت تعجب اور حیرت کا اظہار کیا کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود قاتلوں کو اب تک گرفتار نہیں کیا گیا

سرائے مغل ✤ ضلع لاہور

جمعیتہ طلباء اسلام سرائے مغل کا ایک اجلاس شاہ فیصل شہیدؒ کی یاد میں منعقد ہوا جس کی صدارت جناب مولانا محمد طیب صاحب نے کی۔ الیصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی بعد ازاں مقامی شاخ کے ناظم جناب حسین احمد طارق نے شاہ فیصل شہیدؒ کو خراج عقیدت پیش کیا دیگر طلباء نے بھی شہید کی اسلام دوستی کو سراہا۔

فون: ۶۷۷۱۵ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

ضروری اعلان

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۶، ۲۷ اپریل کو دفتر جمعیۃ طلباءِ اسلام لاہور میں ہو رہا ہے جن احباب کو دعوت نامہ موصول نہ ہو وہ اس اعلان کو ہی کافی سمجھیں۔

سید مطلوب علی زیدی

کہروڑپکا ÷ ضلع ملتان!

جمیعۃ طلباءِ اسلام کہروڑپکا نے شاہ فیصل شہیدؒ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسے کا اہتمام کیا۔ جس میں دیگر تنظیموں کے راہنماؤں نے بھی خطاب کیا مقررین نے شاہ مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں موجودہ دور کی علامت اتحاد بین المسلمین قرار دیا۔ آخر میں مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔

مقررین میں جناب عبدالروف ربانی۔ جناب عبداللطیف فاروقی۔ جناب عبدالخالق رشیدی۔ جناب محمد صالح صاحب مولانا محمد عبداللہ صاحب اور جناب صوفی بشیر احمد صاحبان کے اسماءِ گرامی قابل ذکر ہیں۔

حیدرآباد سندھ

۱۔ جمیعۃ طلباءِ اسلام حیدرآباد سندھ کا ایک اجلاس زیر صدارت صدر شاخ ہذا جناب مقصود احمد صاحب منعقد ہوا۔

اجلاس میں تنظیمی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا اور مزید ترقی کے لئے نئے ساتھیوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے پروگرام کی دعوت، اور ذہنی تربیت کرنے کا عزم کیا گیا اور شہر میں نیا دفتر لینے کا پروگرام بھی بنایا گیا۔

۲۔ مدرسہ مفتاح العلوم کے بلوچستانی طلباء نے اپنے محبوب قائد مولانا سید شمس الدین شہیدؒ کی یاد میں زیر صدارت مولانا عبدالستار صاحب ایک جلسہ کیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد طلباءؔ نے اپنے عظیم راہنما کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اور تمام طلباء نے عزم کیا کہ مولانا شہید کی طرح اپنی جانیں دے دیں گے لیکن ظلم کا ساتھ کبھی نہیں دیں گے۔

گوجرانوالا

جمیعۃ خدام الاسلام حیدرآباد کا ایک وفد نظام شریعت کانفرنس میں شرکت کے لئے آیا ہوا تھا۔ کانفرنس ملتوی ہوگئی تو وفد نے شمال مغربی علاقہ کے دورے کا پروگرام بنایا۔ گوجرانوالا میں جمیعۃ علماءِ اسلام حلقہ پونڈاوالا نے ان حضرات کے اعزاز میں ایک استقبالیہ پروگرام ترتیب دیا اور اس اجلاس کی صدارت جناب حاجی قمرالدین صاحب نے کی قاری عبدالقدوس صاحب کی تلاوت کے بعد سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

جمیعۃ خدام الاسلام کے جنرل سیکرٹری جناب سید مظفر علی صاحب نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے اراکین جمیعۃ کا شکریہ ادا کیا۔

استقبالیہ میں شریک ایڈیٹر ترجمان اسلام جناب اکرم القادری صاحب اور ناظم عمومی جمیعۃ طلباءِ اسلام پاکستان جناب سید مطلوب علی زیدی نے بھی بالترتیب "نوجوانوں کا کردار" اور علماءِ حق کے کارنامے" کے عنوانوں سے خطاب کیا۔

بعد ازاں چائے سے تواضع کے ساتھ ساتھ حضرت مفتی صاحب کی ٹیپ ریکارڈ تقریر بھی سنائی گئی۔ آخر میں دعا کی گئی اور یہ پرکیف تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اہم اعلان!

جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مرکزیہ حضرۃ مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے ۲۸، ۲۹ر اپریل ۷۵ء بروز پیر منگل مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کر لیا ہے۔ اس اجلاس کے سلسلے میں ارکانِ شوریٰ کو دفتر سے دعوت نامے ارسال کر دیئے گئے ہیں — ملک کے الجھے ہوئے سیاسی و اقتصادی حالات کے پیشِ نظر اجلاس انتہائی اہم ہوگا۔ اس لیے تمام ارکانِ شوریٰ ہر حال میں بروقت ملتان پہونچیں اور اجلاس میں شریک ہوں۔

مفتی محمود عفا اللہ عنہ
ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام